

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تیرہواں ریکوڈ یشنڈ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 12 جون 2019ء بروز بده ببطابق 08 شوال المکرم 1440 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعائے مغفرت۔	04
3	چیئرمینوں کے پیش کا اعلان۔	04
4	رخصت کی درخواستیں۔	05
5	پی ایس ڈی پی 19-2018ء پر بحث۔	

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر ----- سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر ----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 12 / جون 2019ء بروز بده بمقابلہ 08 شوال المکرم 1440 ہجری، بوقت شام 05:00 بجے زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

إِنَّ هُوَ لَأَ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿١﴾ نَحْنُ حَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا
أَسْرَهُمْ ﴿٢﴾ وَإِذَا شِئْنَا بَدَلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبَدِيلًا ﴿٣﴾ إِنَّ هَذِهِ تَذَكِّرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَيْنَا
رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٤﴾ وَمَا تَشَاءُوْنَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ﴿٥﴾ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا حَكِيمًا
يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ﴿٦﴾ وَالظَّالِمِينَ أَعْدَدَ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
﴿٧﴾

پارہ نمبر ۲۹ سورۃ الدھر آیات نمبر ۷ تا ۳۱

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - یہ لوگ چاہتے ہیں جلدی ملنے والے کو اور چھوڑ رکھا ہے اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو۔ ہم نے ان کو بنا یا اور مضبوط کیا ان کو جوڑ بندی کو اور جب ہم چاہیں بدلتیں ان جیسے لوگ بدلت کر۔ یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے کر رکھے اپنے رب تک راہ۔ اور تم نہیں چاہو گے مگر جو چاہے اللہ بیشک اللہ ہے سب کچھ جانے والا حکمتوں والا۔ داخل کر لے جس کو چاہے اپنی رحمت میں اور جو گناہ گار ہیں تیار ہے ان کے واسطے عذاب دردناک۔

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ -

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! 26 مئی کو میران شاہ میں دھماکہ ہوا اس کے جوشہداء ہیں اور نو بزرادہ کی اہلیہ شہید ہو گئی ہیں اُنکے لیے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی اُن کے لئے دعا پڑھیں اور میر عبدالقدوس بن جو صاحب کے والد صاحب وفات پاچے ہیں اُن کے لئے بھی۔

میر حمل کلمتی: میر حاصل خان بن جو وفات پاچے ہیں اُن کے لئے بھی دعا کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی صحیح ہے۔ جی سب کے لئے اجتماعی دعا۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: میں قاعدہ و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے مjerیہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت روای اجلاس کے لیے ذیل ارکین اسمبلی کو پیش آف چیئرمین کے لیے نامزد کرتا ہوں

1۔ جناب اصغر خان اچکزئی۔ 2۔ میر زابد علی ریکی۔ 3۔ جناب قادر علی نائل۔ 4۔ جناب احمد نواز بلوچ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): انجینئر زمرک خان اچکزئی نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی حمل کلمتی صاحب۔

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر! آپ دیکھیں کہ ٹریشوری پیپرز کے ارکین اسمبلی میں موجود نہیں ہیں اور یہ آج آپ دیکھیں کہ صرف طارق مگسی صاحب اور ایک میدم صاحب ہیں ان کے علاوہ نہ چیف منٹر صاحب ہیں نہ باقی وزرائیہاں موجود ہیں۔ نہ ایک پی ایز ہیں تو آپ خود سوچیں کہ seriousness کا اندازہ آپ لگاسکتے ہیں کہ کتنے یہ لوگ بلوجہستان کے ساتھ serious ہیں اور بجٹ کے حوالے سے۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر صاحب! ہم کیسے انکی رخصت منظور کر لیں۔ حصہ وہ جام صاحب سے لے رہے ہیں اور رخصت ہم یہاں منظور کر لیں جناب اسپیکر! یہ نہیں ہو گا۔

میر حمل کلمتی: پہنچنیں ہم بجٹ پر بات کریں گے پی ایس ڈی پی 19-2018ء پر تو ہم کس سے بات کریں ان خالی کرسیوں سے تو ہم بات نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: خیر ہے آپ اپنا غصہ تب تک مجھ پر نکال دیں میں بیٹھا ہوا ہوں۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی: جناب اسپیکر صاحب! آپ ہمارے لیے قابل احترام ہیں میرے خیال میں یہ اجلاس ہم نے روکو یشن پر بُلائی ہے اور روکو یشن میں جتنے بھی نکات ہیں وہ سب کے سب حکومت سے اُنکا تعلق ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ سنجیدگی کا مظاہرہ ہونا چاہئے۔ اگر ہم سابقہ پی ایس ڈی پی پر آج ہم اس ایوان میں بحث کریں گے حکومتی اراکین میں سے یہاں سوائے نوابزادہ مگسی صاحب اور ایک محترمہ بیٹھی ہوئی ہیں یہاں کوئی تشریف نہیں رکھتے تو ہم کس سے مخاطب ہوں گے؟ اور جب ہم کہتے ہیں کہ بلوچستان کے مسئلے کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ پرانی پی ایس ڈی پی کو ہم تمبر میں جناب اسپیکر صاحب! اس ایوان میں لائے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ یہ تقریباً دس پندرہ دن ہم نے مسلسل اُس پر بحث کی تھی۔ لیکن آخری دنوں میں ایک ہفتہ دس دن، پندرہ دن کے اندر عجلت میں ہیں، باقی میں، تینیس ارب روپے نکال کر کے اُسکو ایک دم ادھر ادھر کر دیا گیا۔ قسمتی بلوچستان کی یہ ہے اور ہم ہمیشہ کہتے رہے ہیں۔ آج بھی اگر پی ایس ڈی پی یا بحث بن رہی ہے تو ہم یہی چاہتے تھے کہ اپو یشن اُنکے ساتھ بیٹھ کے اُنکے ساتھ بات کرتے آپس میں یہاں میٹنگ کرتے۔ یقیناً اپو یشن پوری آج میرے خیال میں حاضر ہے۔ اور آپ کی حکومت سے کوئی، آپ تو اسپیکر ہیں! آپ کا نہ تو اپو یشن سے تعلق ہے اور نہ حکومت سے ہے آپ کی جو چیز ہے وہ میرے خیال میں ایک غیر جانبدارانہ چیز ہے۔ تو ہم کہتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! کہ آپ اس پر ایک رولنگ دے دیں کہ اتنی غیر سنجیدگی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ملک صاحب تب تک یہ درخواستیں میرے خیال سے پڑھتے وہ لوگ بھی آ جائیں گے۔ ٹھیک ہے ٹھیک ہے میرا فرض بتاہے کہ میں پڑھوں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آغا صاحب! میں یہ رخصت کی درخواستیں پڑھاوں۔ اچھا! جی آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر! آپ حکومتی اراکین اور وزریوں کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیکرٹریٹ ہم سب کا مشترک ہے اُنکی یکطرنہ کارروائی نہیں کرنی چاہیے۔ جناب اسپیکر! آپ اس ہاؤس کے کسوٹو ڈین ہیں پچھلے دس مہینے سے آپ نے اس ہاؤس کی حالت دیکھی ہے۔ سنجیدگی کا جہاں تک تعلق ہے کسی معاملے کو سنجیدہ نہیں لیا گیا ہے چاہے وہ خنک سالی کے حوالے سے بات تھی یا floods جب آئے اُنکے حوالے سے بات تھی۔ اُس floods سے لوگوں کے جتنے نقشانات ہوئے تھے اُس حوالے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا۔ پھر یہ اپو یشن کو انہوں نے ایک مذاق سمجھ کے اُن پر کھلواڑ کیا جا رہا ہے۔ پچھلے تین مہینوں سے تین دفعہ ہمیں کہا گیا کہ آپ اسکیم

بنا کر کے بھیج دیں ڈی سی کے through۔ راتوں رات، ایک ایک رات میں ہمارے ساتھی بھاگتے رہے ڈی سی صاحبان کو اسکیم دیتے رہے۔ تیسرے دن پھر حکم آ جاتا ہے کہ جی کینسل ہیں اب دوبارہ دیکھا جائے گا۔ اور آج کی یہ اجلاس جو ہے اہم ہے اس لئے کہ بجٹ سر پر ہے اور یہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ اس بجٹ کو خوش اسلوبی سے پاس کرانا چاہتی ہے یا وہاں یہی حالت جو باقی اسمبلیوں میں ہے وہی بانا چاہتی ہے۔ ہماری تو یہی کوشش رہی ہے شروع سے کہ اس کو بڑی سنجیدگی سے لیا جائے اور بلوچستان کی جو روایات ہیں اُسکو برقرار رکھا جائے ایک دوسرے کی عزت کی جائے۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے طارق بھائی یوں سمجھیں کہ وہ ہمارے ساتھی ہیں۔ اُن کی سوچ بھی نیوٹرل ہے۔ وہ بلوچستان کے بارے میں سوچتے ہیں۔ ایک وہ ہماری بہن بیٹھی ہوئی ہیں۔ باقی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی یہاں موجود نہیں ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ نوابزادہ صاحب کو بھی انہوں نے مشورے میں شامل نہیں کیا ہے۔ تو اس حوالے سے آپ سے گزارش ہے کہ آپ کشمودین آف دی ہاؤس اس کو اس طرح، یہ دنیا میں شرمندگی کی بات ہے کہ پوری اپوزیشن موجود ہے۔ یہ coalition House ہے۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے کوئی تشریف ندارد ولی بات ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہی حالت رہی ہے تو کیوں ناں اس اسمبلی کی دوبارہ ایکشن کرائی جائے۔ اگر یہی حالت ہے اسی طرح ہم نے دس مہینے میں تو پورے بلوچستان میں کسی بھی حوالے سے کوئی ڈولپمنٹ اسکیم ہمیں معلوم نہیں ہے کہ ہمیں دیا گیا ہوا۔ appointments کے حوالے سے دس مہینے ہو گئے ایک بھی چڑھا اسی نہیں لگایا گیا ہے۔ تو یہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ ہے۔ یا یہ کیا مسئلہ ہل رہا ہے۔ تو جناب والا! آپ ان چھٹیوں کو، سب یہاں موجود ہیں، کس کس کی چھٹی منظور کریں گے اور کیوں کریں ہم۔ اس لیے کہ ان کی ذمہ داری ہے اپوزیشن اگر کچھ بھی کرے تو ہماری تو رَوِیں ہی یہی ہے کہ گورنمنٹ کی رہنمائی کریں، گورنمنٹ کی کوتا ہیوں کی نشاندہی کریں، اُن کی غلطیوں کو بتایا جائے ان کی capacity کو چیک کیا جائے کہ ان کی بیوروکری میں اور ان کی وزراء کی کیا capacity ہے اور کیا کر رہے ہیں لیکن اگر گورنمنٹ ہی غائب ہو جائے، بھاگ جائے، تو یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ انہوں نے یعنی مشترک طور یہ سوچ کے نہیں آرہے ہیں کہ مستغفی ہونا چاہتے ہیں، گورنمنٹ چھوڑنا چاہتے ہیں، اس ہاؤس کو نہیں چلانا چاہتے ہیں یا اس ہاؤس کو انہوں نے مذاق بنایا ہوا ہے۔ دنیا کی کسی اسمبلی میں بھی یہ پارلیمانی تاریخ میں ایسا کبھی ہوا ہے کہ اسمبلی میں اپوزیشن تو بیٹھی ہے اور گورنمنٹ جو ہے تشریف ندارد ولی بات ہے؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی طرف سے ایک رولنگ آنی چاہیے مگر بدقتی سے پھر وہ سیکرٹری صاحب آپ لوگوں کو رولنگ دینا ہی ہے نہیں دیتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی جواز آپ کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ پھر آپ کی دوچار روگنگ ہیں آج اجنبذے پر بھی ہیں، کیوں ڈی اے کے حوالے سے، بی ڈی اے کے حوالے سے کہ

جو ان کے ملازمین کی رو لنگ تھی اُس کا کیا بنا؟ دو تین اور رو لنگ اس چیز سے آئی ہے، اسکا کامبھی مذاق بنایا جا رہا ہے، اپوزیشن کامبھی مذاق بنایا جا رہا ہے تو اس طرح یہ مذاق بنائے میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کو چلانا، یہ بہت غیر مناسب بات ہے، غیر سنجیدہ بات اور اس طرح نا ہاؤس کا وقت ضائع کیا جائے نہ معز زار اکیں کا وقت نہ یہ مفت میں لی اے، ڈی اے پھر تقسم آپ کرتے ہیں جس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ نہ وہ گورنمنٹ کے exchequer پر بوجھڑالا گیا ہے۔ آپ کی طرف سے رو لنگ چاہیے گورنمنٹ کے وزراء کی طرف سے امید ہے کہ چیز اپنی power استعمال کر کے سیکرٹری صاحب کی سنبھال معاشرات کو نمائانے کی، بہت شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ آغا صاحب۔ جی نواز ادھ صاحب۔

نواز ادھ طارق مگسی (وزیر آپاٹی): جناب اسپیکر! میری معلومات کے مطابق کل ایک ہماراوفد جو تحاڑی یہی پنجز کا وہ ملا تھا اپوزیشن کے ساتھ اور اس میں میرے خیال کسی ایک اندرستینڈنگ ہو گئی تھی regarding پی ایس ڈی پی 20-2019ء کی۔ اور دوسرا یہ ہے کہ جہاں تک بی ڈی اے کا issue ہے اس میں میرے خیال ایک کمیٹی فورم ہو گئی ہے جو کہ بی ڈی اے کی اپنی کمیٹیز بنائی گئی ہیں تھی ایم صاحب کے آرڈر کے اوپر کہ وہ اس issue کو دیکھیں اور وہ اپنی recommendations put-up وہ recommendations کریں تھیں کو کہ مطلب ان کا حل کس طریقے سے نکالا جائے۔ جو انکے بارے میں یہ میری معلومات ہیں یہ میں share کرنا چاہتا ہوں اس ہاؤس کے ساتھ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ نواز ادھ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: آپ شروع کر دیں اس میں ہم اپنی باتوں میں درخواستیں ختم کر کے اچنڈے پر آجائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے۔ صحیح ہے۔ جی سیکرٹری صاحب! درخواستوں کا سلسلہ جاری رکھیں۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار یار محمد رند صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ بس یہی درخواستیں تھیں یہ درخواستیں آپ لوگ مجھے پڑھنے نہیں دے رہے ہیں۔

ملک سعید رخان ایڈوکیٹ (قاائد حزب اختلاف): thank you آپ کو علم ہے کہ یہ ریکوڈز اپوزیشن اجلاس ہے اور اس میں بلوچستان کے burning issues ہیں ان کو اسمبلی میں بحث کے لئے ہماری کوشش تھی کہ اس پر بحث ہو جائے اور آئندہ بلوچستان کی ترقی اور اُن کے مسائل کے حل کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ جناب اسپیکر! 2018ء اور 2019ء کی پی ایس ڈی پی دس ماہ اس ہاؤس میں زیر بحث رہی ہے اور

میرے خیال ہے آفیسرز گلری میں بیٹھے ہوئے معزز حضرات بھی اسکے گواہ ہیں۔ اور ہم آپ سب اس امر کے گواہ ہیں کہ اس پی ایس ڈی پی میں جن حلقوں کی اسکیم تھیں۔ میرے حلقات کی تیس کروڑ سے above schemes تھیں ان میں ایک روپیہ نہیں ہوا اور جو تشریف فرمائیں اپوزیشن کے ساتھی بشمول آپ کے اور بشمول ٹریئشی پنج کے، یہ سارے پیسے lapse ہوئے۔ بہت بڑا نقصان ہوا بلوچستان کو۔ یہ یقیناً گورنمنٹ کی نااہلی ہے۔ اور پوری دنیا میں پورے پاکستان میں یہی کہا جائیگا کہ اب آئندہ جو ہے فیڈرل گرانت بھی بلوچستان کو نہیں دیا جائے۔ این ایف سی ایوارڈ میں بھی بلوچستان کا حصہ نہ دیا جائے۔ سی سی آئی کی جب بھی میلنگ ہواں میں بھی بلوچستان کو ignore کیا جائے اور اسی طرح سی پیک کے حوالے سے جو ترقی بلوچستان نے کرنی ہے اس کو بھی روکا جائے۔ کیونکہ یہاں سکت نہیں کہ پلانگ کی جائے پیسے خرچ کئے جائیں اب تو over draft اگر خرچ ہوتا تو اس وقت ہم سب یقیناً بڑے خوش ہوتے۔ ہم مطالبہ کرتے کہ جی ہم نے تو اتنا کام کیا ہم نے بلوچستان کو اتنی ترقی دی ہے اب ہمیں زیادہ پیسے دیئے جائیں۔ تو یہ تو بہت بڑا المیہ ہے۔ رہی 2019ء اور 2020ء کی بات۔ جس طرح ہم پر 2018ء اور 2019ء کا پورا سال بتاتا ہے، اسی طرح اب بھی ہے اور ہمیں اس کا شدید اندریشہ تھا کہ یہ 2019ء اور 2020ء بھی اسی طریقے سے گزر جائیگا۔ اگر ہماری یہی ضد نے، وہ بلوچستان کو ترقی نہیں دینا چاہتے تو بھی المیہ ہے۔ اگر ہمارے حلقوں کو ignore کر کے اتنا حوصلہ نہیں کر سکتے ہیں، ہمت نہیں کر سکتے ہیں، تو بھی المیہ ہے۔ اور اگر ہمارے حلقوں میں کم پیسے رکھ کے وہاں ترقیاتی عمل روک کر اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے خطیر رقم وضع کی جائے تو بھی بقدمتی ہے۔ ہم نے دون پہلے، اپوزیشن نے اجلاس کر کے ان تمام چیزوں کو زیر بحث لایا۔ اور پھر اس کے بعد ہم نے جو صوبے کے administrative responsibility چیف سیکرٹری صاحب پر پڑتی ہے، ہم نے اُن کو تمام حالات سے آگاہ کیا۔ کیونکہ ڈنی طور پر بھی ہمارے یہ سارے ساتھی تیار تھے۔ اور عملًا بھی کہ جس طرح رمضان شریف میں ہم نے احتجاج کیا ہم روڈوں پر آئے ہمارے ساتھ ہمارے ساتھی آئے اب تو رمضان شریف گزر گیا اب اگر اس طرح کا ظلم رہا تو اس کو نہیں چلنے دیا جائیگا۔ یہاں بھی روکا جائیگا روڈ پر بھی روکا جائیگا اور سیکرٹریٹ میں روکا جائیگا۔ ہم نے چیف سیکرٹری صاحب سے کہا کہ پھر آپ کے کمشنز ہیں آپ کے ڈپی کمشنز ہیں آپ کی جو ایئنڈسٹریشن وہ کل گلہ کر گیں اس لئے ہم آپ کو ان باتوں سے آگاہ کرتے ہیں ہمارے ساتھ ظلم نہ کیا جائے۔ تو اس کی پاداش میں ہوا یہ کہ حکومتی سطح پر کل ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے ارکان محترم سلیم کھوسہ صاحب محترم ظہور بلیدی صاحب محترم زمرک خان اچنڈی صاحب محترم میر محمد عارف محمد حسنی صاحب اور اور لا ارشید صاحب تھے۔ وہ تشریف لائے اپوزیشن چیمبر ہم نے بھی بیٹھ کے ایک کمیٹی بنائی چھ ساتھیوں پر مشتمل ہمارے مذاکرات ہوئے اور ان مذاکرات میں

ان پانچوں حضرات نے جو بڑے ذمہ دار لوگ ہیں حکومت کے انتہائی اہم لوگ ہیں انہوں نے کہا کہ ہم آپ کیسا تھے یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم آپ کے حقوق کو بھی بغیر ترقی کے نہیں چھوڑیں گے ہم بلوچستان کو ترقی دینے کے اور اپوزیشن کے جو نیس، چوبیس حلقة ہیں وہاں بھی ہم ترقیاتی عمل جاری رکھیں گے ان کے سامنے ہم نے ایک اور بات رکھی کہ جناب ایک تو elected ممبر ہیں، وہ اپنے حلقة کے لوگوں کی مسائل کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ ان کا حق بتا ہے کہ وہ اپنے حلقة کے بارے میں آواز بلند کریں۔ تو ان کا تحقیق نہ تا وہ ہر گھر پر جاسکتے ہیں، ہر دروازہ کھٹکھا سکتے ہیں اور ان کا فرض بھی بتا ہے کہ وہ اپنے حقوق کے لوگوں کے مسائل کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لائیں۔ لیکن ہم نے یہاں عجیب منطق دیکھی ہے کہ ایک تو elected members ہیں اور ایک طرف non elected ایک جم غیر ہے، جو سی ایم سیکرٹریٹ میں اور سول سیکرٹریٹ میں، وہ بھی اس بات کی خواہاں ہیں کا نکے disposal پر بھی فنڈ رکھا جائے۔ اور وہ بھی اپنی یہ فنڈ پی ایس ڈی پی تقسیم کریں۔ حالانکہ کوئی بھی قانونی اخلاقی اور آئینی ان کا حق نہیں بتتا تو ہم نے اپنے ان ساتھیوں کے سامنے یہ بات بھی رکھی اور اب بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ کل جوان کی commitment ہیں اُس کی حد تک، لیکن ہم آپ اور یہ ہاؤس یہ ہم سب اکھتے ہیں ایک جگہ ہیں، اگر جہاں کہیں کوئی بے انصافی نظر آئیگا، بے انصافی دیکھی جائیگا، ظلم دیکھا جائیگا تو اس کے خلاف اپوزیشن ایک اتحاد کی طرح اپنی آواز بلند کریگا۔ جناب اسپیکر! این ایف سی ایوارڈ، اب ہماری طرف سے اجلاس اگر این ایف سی سے متعلق ہوتے ہیں۔ اور ہمارے ذمہ دار لوگوں نہیں جاتے، تو پھر این ایف سی سے جو فنڈ آیا گا، وہ کیسے بلوچستان کو ملے گا؟ این ایف سی ایک قومی و اسرائیل متعلق رقم کا درج ہونا ضروری تھا جو کہ نہیں ہو سکا ہے۔ سی پیک سے متعلق ہم ایس ڈی پی میں این ایف سی ایوارڈ سے متعلق رقم کا درج ہونا ضروری تھا جو کہ نہیں ہو سکا ہے۔ سی پیک سے متعلق ہم اور ہماری ٹریشی پنجوں کے حضرات پوری سال یہ بحث کرتے رہے ہیں کہ سی پیک پر پہلے گواہ کی ترقی اس کے بعد بلوچستان پھر rest of Pakistan and rest of the world. لیکن اس سے متعلق بھی کوئی ایسی خاطر خواہ کا روایت نہیں ہوئی ہے جس سے متعلق ہم یہ کہیں کہ اس کو سراہا جائے۔ جناب اسپیکر! پاکستان میں احتساب کے نام پر یا امن و امان سے متعلق ایک کریک ڈاؤن شروع ہے احتساب سے کوئی شخص ان کا نہیں کرتا اور نہیں کریگا احتساب ہونا چاہیے جس نے پاکستان کے حقوق لوٹے ہیں جس نے بلوچستان کے لوگوں کے حقوق لوٹے ہیں ان کو سزا نہیں ملنی چاہیے لیکن اس احتساب کو یا اس force کو اس Law Enforcing Agencies کو انتقام کے لئے استعمال نہیں کیا جائے اور اگر یہ انتقام کے لئے استعمال ہوتا ہے تو پھر قدرت کا بھی ایک نظام ہے کہ یہ پھر کامیابی سے ہمکنار کبھی نہیں ہو گا بد نیتی کبھی بھی اچھائی کی سبب نہیں بن سکتی۔ تو بی ڈی اے سے متعلق نوابزادہ

صاحب نے کمیٹی کا کہا ہے۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ جب آپ نے اتنے سارے ملازمین کو اتنے طویل عرصہ ملازمت پر رکھا ہے اب نہ وہ کسی اور جگہ ملازمت کرنے کے اہل ہیں، نہ انکا عمر اس بات کی اجازت دیتی ہے تو ایسی صورت میں انکو تڑپا تڑپا کے اگر اسکے لئے کمیٹی بنائی جائے تو وہ اس کا فائدہ نہیں میرا کہنا یہ ہے کہ all once for an کا فیصلہ کیا جائے۔ جہاں تک محترم اسپیکر صاحب! کمیونٹی اسکونڈ کا ہے اسپیکر صاحب! میں نے اس کے بارے میں قرارداد پیش کی تھی اس ہاؤس میں۔ اور میں مشکور ہوں ہاؤس کا۔ opposition and treasury benches from both sides جنہوں نے متفقہ طور پر اس قرارداد کو منظور کیا سات سو کمیونٹی اسکونڈ کے اساتذہ ہیں 1999ء اور 2000ء میں یہ appoint ہوئے ہیں اب تک ان کا نہ تو سروں اسٹرکچر ہے اور نہ ہی ان کے حقوق ہیں تو اس کے بارے میں تو آج جو اس اسمبلی کی قرارداد ہے، میں جناب اسپیکر صاحب! آپ سے گزارش کروں گا کہ سیکرٹری صاحب کو کہیں کہ وہ اس قرارداد کو آپ کے سامنے رکھیں اور اس پر آپ ایک فیصلہ فرمادیں کہ یہ اسمبلی نے متفقہ طور پر اس قرارداد کو پاس کیا ہے۔ اور ہاؤس نے بھی متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کی ہے اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا آپ رو لنگ دیں۔ تو میں یہ ایک دفعہ پھر یہ عرض کروں گا کہ 2019ء کی جو پی ایس ڈی پی ہے، اُس سے مطلق ہم بڑے کھلے ذہن کے ساتھ کھلے دل کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ جس طرح کل ہمارے درمیان مذاکرات ہوئے ہیں اگر ان حالات کے تحت اس commitment کے تحت معاملات آگے جائیں گے تو وہ بھی ہم ہاؤس میں کوئی چیز آپ حضرات کے سامنے ہاؤس میں ہم پیش کرتے رہیں گے۔ لیکن اگر کہیں پر بے انصافی ہوگی تو حزب اختلاف ظلم کے خلاف، بلوچستان کے حقوق غصب کرنے کے خلاف، بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ انصافیوں کے خلاف جو انہوں نے پہلے فیصلہ کیا اس سے زیادہ شدت کے ساتھ فیصلہ کریں گے thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ جی نصراللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر میں ان کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے یہ لوگ بولیں پھر آپ ساتھ وہ کریں۔

وزیر خزانہ: OK

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر سماجی و بہود آبادی): جناب اسپیکر صاحب! میں point of order ایک دو چیز کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی آپ بات کریں point of order پر آپ بات کریں۔

وزیر سماجی و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! مکران میں اس وقت جو بھلی کی جو شدت کے ساتھ لودھیڈنگ ہے تو وہاں کے کاروباری حضرات وہاں کے استوڈنٹس وہاں کے زمینداروں کی فصلیں جوتاہ ہوئی ہیں۔ وہاں ایران سے 100 میگاوات بھلی گورنمنٹ آف پاکستان نے لی ہے ایک معاهدہ کے تحت۔ ابھی ایران کی جانب سے 60 میگاوات بھلی انہوں نے کمی پیدا کی ہے اس 40 میگاوات بھلی سے پورے مکران کی عوام کو یہ پوری نہیں کر رہی ہے، اس سے پنجگور، تربت، گواڑ کے تمام دفتریں لوگ، زمیندار، استوڈنٹس اسکول کے بچے احتجاج بھی کر رہے ہیں۔ ہم جس سماج میں اور جس ملک میں رہ رہے ہیں اور اس وقت گواڑ کی اور مکران ڈویژن کی جواہمیت ہے دنیا میں اس کی سی پیک کے حوالے سے جو چرچے ہو رہے ہیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ یہی سی پیک والے اور چرچے والے بڑی باتیں کرنے والے ایک بلب کی روشنی مکران کے عوام کو نہیں دے سکتے۔ انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اگر یہ سلسلہ چلتا رہا یہ عمل چلتا رہا تو میں کہتا ہوں کہ رونقیں صرف اسلام آباد کے لیے نہیں ہونی چاہیے۔ آئین میں ہمیں یحق دیا ہے اس پاکستان کے آئین میں ہمیں یحق دیا ہے کہ برابری کی بنیاد پر۔ سب لوگوں کو ایک ہی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے ہم کسی دوسرے کسی غیر علاقے کے لوگ نہیں ہیں مکران کے لوگ جب ہی سنتے ہیں بڑی باتیں۔ ٹی وی پر بڑی بڑی باتیں سنتے ہیں، جناب عمران خان بڑی باتیں کر رہے ہیں برابری کی بنیاد پر باتیں کر رہے ہیں آج اس فلور کے حوالے سے میں اُن سے سوال کرتا ہوں کہ اس استوڈنٹ کو آپ کیا جواب دیں گے کہ وہ پڑھائی چاہتا ہے کہ میں پڑھوں۔ لیکن اس کے سامنے اس اکیسویں صدی کے دور میں ایک لاثین پڑا ہوا ہے میرے سوال کا جواب ہے اُس کے پاس۔ اس لیے میں ریکوئیٹ کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! آپ اسے letter لکھیں وفاتی گورنمنٹ کو، عمران خان صاحب کو، واپڈا کے head کو کہ یہ زیادتی جو ہو رہی ہے یہ ختم کریں۔ اور مکران کو اس ملک کی جو نیشنل گرِڈ اسٹیشن ہیں جو اس کی صورتحال ہے، جہاں پورے ملک میں انہی سے منسلک کریں اس کو۔ یہاں کا انصاف ہے تو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آج اس لیے یہاں کھڑا ہوں کہ پرسوں پنجگور میں بہت بڑی سول سو سائیٹی، استوڈنٹس، بازار بھی بند ہوا تھا اس سلسلے میں۔ اور 25 تاریخ کو پورے مکران میں اس سلسلے میں ہڑتال ہو رہی ہے اس کے ساتھ جناب اسپیکر صاحب! میرا اپنا personal معاملہ ہے اس کے ساتھ ہی میں آپ کو بتاؤں میں اپنے علاقے میں گیا تھا دورے پر۔ آئی جی پولیس کو میں نے letter لکھا کہ ہمارے علاقے احساں ہیں ان میں insurgency ہیں وہاں سیکورٹی کی ضرورت ہے میں سیکورٹی دے دیں سیکورٹی کی انتظام کریں آپ۔ یہاں سے letter گئی لیکن جب میں وہاں گیا ڈی آئی جی آپکا جو مکران کا ہے گواڑ میں وہ رہتا ہے اس کے آفس سے وہاں سے ڈی پی او کو کہا کہ اسد جہاں بھی

جار ہے ہیں اس کی تمام سیکورٹی کو close کریں یہ message کیا دینا چاہتا ہے، اگر مجھے کچھ ہوا تو ڈی آئی جی پولیس ہی ذمہ دار ہے۔ تو اس طریقے سے یہ لوگ سارے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں عزت دار ہیں ان کی ذمہ داری ہے لوگوں نے ووٹ دیا ہے ان کو۔ دنیا جہاں کا قانون ہیں کسی کی 100 بندے حمایت کرتے ہیں اس کو respect دی جاتی ہے جہاں سے 20 سے 40 ہزاروٹ میں نے اٹھا لیا ہیں آپ اس ملک کے جو ٹیکسٹوں سے یہ سارے ادارے بنیں ہیں جو سیکورٹی بنی ہے یہ صرف آئی جی کے لیے ہیں وس bullet proof گاڑی اس کے پاس ہیں ہزاروں مراعات اس کے پاس ہوں اور باقی جو ایم پی اے ہیں ہر جگہ جاتے ہیں ان کے لیے کچھ ہی نہیں ہیں یہ کس حوالے سے آپ یہ کہہ رہے ہیں۔ لہذا آپ سے ریکوئست کر ہے کہ ڈی آئی جی کو بلا کیں انہوں نے letter لکھا ہے یہ وہی ڈی آئی جی ہے جو نصیر آباد کے سارے ساتھی جام صاحب کے پاس گئے کہ یہاں کا رہ بندہ ہے اس کو یہاں سے نکال دیں۔ کیا ناکارہ لوگوں کی جگہ مکران ہے؟ جو لوگ ناکام ہوتے ہیں مکران میں بھیجتے ہیں۔ مکران کی سمندر مکران کی سی پیک مکران کی سائل سمندر کے علاوہ وہاں کی mineral بہت غظیم اور اپنے ہیں لیکن وہاں کے لوگوں کے ساتھ جس طریقے سے بیور و کریمی treat کر رہی ہے یہ میں قبل قبول نہیں ہے اس کا ہرگز مطلب نہیں ہے کہ میں ٹریٹی نخ میں بیٹھ کر تو یہاں میں خاموش رہوں خاموش ہم نہیں رہیں گے جو ہماری ضرورت یہی ہے کہ جو غلطی کریں گے ہم اس کی نشاندہی کریں گے۔ thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر! اچھی بات ہے دو منسٹر صاحبان نے بھی بہت ساری شکایتیں کی ہیں اور جب ہم رونا روتے ہیں تو ہمیں اپنے رونے کے لیے اپنی فریاد کے لیے بھی نہیں چھوڑا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! اچونکہ آج ریکویزیشن کا اجلاس ہے اور اپوزیشن نے مختلف جو ہم نے اپنے کے طور پر دیا ہے پی ایس ڈی پی 19-2018ء اور پی ایس ڈی پی 20-2019ء اور این ایف سی ایوارڈ، سیاسی کارکنوں کے خلاف مقدمات اور اسی طرح بی ڈی اے کے ملازمین۔ جناب اسپیکر! جب جزل ایوب خان کے خلاف محترمہ فاطمہ جناح صاحبہ صدارت کی ایکیشن لڑ رہی تھی تو اس وقت بھی کہا گیا کہ محترمہ فاطمہ جناح جو اس ملک کے بانی جناح صاحب کی ہمشیرہ تھی، اُس پر بھی اس وقت کے فوجی آمر جزل ایوب خان کے ٹولے نے اس پر بھی غداری کا، اُسے بھی غدار کہا گیا تھا۔ آج جناب اسپیکر! جب آپ اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھاتے ہیں جب آپ اپنے تحفظ کے لیے آواز اٹھاتے ہیں، جب آپ ہشتنگر دی کے لیے ہشتنگر دی کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں، جب آپ امن کے لیے آواز اٹھاتے ہیں تو اپر سے آواز ہی آتی ہے کہ یہ ملک کے غدار ہیں۔ جب آپ وقت کے حکمرانوں کے خلاف آواز

اٹھاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ یہ ریاست کے غدار ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے جناب اسپیکر! اس ملک میں وظیرہ رہا ہے 1947ء سے لیکر آج تک جب آپ آواز اٹھائیں گے تو اس وقت ایک ٹائم تھا کہ باچا خان کو بھی غدار کہا گیا۔ خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی کو جنہوں نے جمہوریت، انسانی، سماجی عدل و انصاف کے لیے 32 سال اس نے جیل میں گزارے۔ انہیں بھی غدار کہا گیا میر غوث بخش بزرگوں کو بھی غدار، عطاء اللہ مینگل بھی غدار، نواب خیر بخش مری بھی غدار۔ اور پتہ نہیں کہ کس کس کو غدار کہا گیا۔ لیکن آج جن قوتوں نے ان تو می رہنماؤں کو غدار کے القابات دیئے آج وہ آمر حکمران چاہے جزل ایوب خان ہو، چاہے جزل تھی، چاہے جزل ضیاء الحسن اور چاہے جزل مشرف آج وہ تاریخ میں اُن کا، اُن کی یاد ایک سیاہ دور سے یاد کیا جاتا ہے اور آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر سپریم کورٹ کے larger bench نے قرار دیا تھا کہ یہ تمام اکابرین جن کا میں نام لایا یہ سرخو ہیں اور یہ جزل ایوب خان جزل ضیاء جزل مشرف اور جزل تھی خان ان کا دور ایک سیاہ دور کے طور پر یاد کیا جاتا ہے جناب اسپیکر! میں اتنا کہوں گا کہ کچھ مہینوں میں جب مخصوص پورے ملک میں اور پھر پشتو خواہ دلن میں جب دہشتگردی کے واقعات شروع ہو گئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دومنٹ تشریف رکھیں۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! جنوری 2018 کو کراچی میں نقیب اللہ محسود کے ماورائے عدالت کا قتل ہوا تو آپ کو پتہ ہے کہ پورے ملک میں وہ ماورائے عدالت کے وہ ایک symbol بن گئے، پھر کراچی میں دھرنا ہوا، اور اُس دھرنے میں تمام leadership XXX بھی گئے، وہ دھرنے والے بھی اسلام آباد گئے۔۔۔ (مداخلت) آپ تنخانہ ہوں جناب اسپیکر ان کو اگر بھادیں تو بہتر ہو گا۔ اور یہ کہا جا رہا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ یہ لفظ حذف کریں۔۔۔ (مداخلت) زیرے صاحب! آپ ایجنسٹ سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں یہ نہیں ہو گا۔۔۔ (مداخلت) آرڈران دی ہاؤس۔۔۔ زیرے! اگر آپ ایجنسٹ سے ہٹ کر بات کریں گے تو پھر یہی ہو گا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں ایجنسٹ سے پربات کر رہا ہوں۔ سیاسی مقدمات پر میں بات کر رہا ہوں۔ اُس کی تفصیل میں آپ کو بتا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مقدمات پر زیرے صاحب آپ مختصر بات کریں۔

☆ بحکم جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب XXX غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کرد یعنی گئے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جی! جب جنوری 2018 کو کراچی میں نقیب اللہ محسود کے قتل کا واقعہ ہوا اس وقت تمام لیڈر شپ آئی تھیں۔ اس وقت کہا گیا، تمام لوگوں نے کہہ دیا آج جو اقتدار کے مزے لوٹ رہے ہیں انہوں نے بھی وہاں کہا تھا کہ ان نوجوانوں کے مطالبات جو پانچ مطالبات ہیں وہ درست ہیں۔ جو پوری دنیا مان رہی ہے۔ جناب اسپیکر! میں اس آئین کا آپ کو جو کہہ رہا ہے کہ عوام ملک کے بائیکس کروڑ عوام اور ملکت کے درمیان یہ دستاویز ہیں جن کی بنیاد پر ملک چلایا جا رہا ہے۔ میں اسکا Article No. 9 وہ فرد کی سلامتی کا تحفظ دیتا ہے۔ اور Article No. 14 شرف انسانی کو قبل حرمت قرار دیا گیا ہے۔ Article No. 16 اجتماع کی آزادی کا تحفظ دیتا ہے۔ Article No. 17 انجمن سازی اور پارٹی بنانے کا ہمیں تحفظ دیتا ہے۔ Article No. 19 تحریر و تقریر کی آزادی کا وہ تحفظ دیتا ہے۔ اور Article No. 20 مذہبی پیروی اور مذہبی آزادی کا تحفظ دیتا ہے۔ Article No. 25 شہریوں سے برابری کی بنیاد پر، مساوات کی بنیاد پر اُن پرروید رکھنے کی وہ دے رہا ہے۔ Article No. 25 تمام لوگوں کو تعلیم دینے کا وہ دے رہا ہے۔ جناب اسپیکر! اب آپ بتائیں گز ششہر چند ماہ میں جب لوگ یہاں سیاسی جلسے کر رہے تھے، اپنی آواز بلند کر رہے تھے، اپنا تحفظ چاہ رہے تھے، تو آپ بتائیں اس حکومت نے، اس صوبائی حکومت نے، یہ میں آپ کو بتاؤں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم جمہوری دوڑ رہے، آپ جمہوریت کا راگ الاپ رہے ہیں، یہ کیا ہے کہ آپ نے 130 لوگوں کے خلاف سیاسی لوگوں کے خلاف آپ نے مقدمات درج کیئے ہیں۔ جناب اسپیکر! اس میں تمام سیاسی پارٹیوں کے لوگ ہیں۔ ثواب میں سولہ لوگوں کے خلاف آپ نے ایف آئی آر کی ہے لورالائی میں ستائیں لوگوں کے خلاف آپ نے ایف آئی آر چاک کی ہے۔ پشین میں گیارہ لوگوں کے خلاف آپ نے ایف آئی آر چاک کی ہے شیرانی ضلع میں ایک فرد کے خلاف آپ نے ایف آئی آر درج کی ہے۔ موی خیل میں نوسیاسی کارکنوں کے خلاف آپ نے مقدمات درج کیئے ہیں۔ قلعہ سیف اللہ میں چھ سیاسی کارکنوں کے خلاف آپ نے مقدمات درج کیئے ہیں۔ اور قلعہ عبداللہ، چن میں انجکاس لوگوں کے خلاف سیاسی مقدمات اُن کے خلاف درج کیئے ہیں۔ کوئی میں گیارہ سیاسی راہنماؤں اور کارکنوں کے خلاف مقدمات درج کیئے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں اس حکومت سے کہ اتنے زیادہ مقدمات انہوں نے کیا جرم کیا ہے؟ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں امن دے دو اور دہشتگردی کو ختم کر دو، وہ کہہ رہے ہیں پشوون عوام کو تحفظ دے دو، وہ کہہ رہے ہیں کہ لورالائی میں ارمان لوئی شہید کے واقعہ پر آپ نے FIR کی اور دوسرے دن تھانے میں جا کر کے ایف آئی آر کو wash کر دی۔ لال کٹائی میں چھ لیویز اہل کار شہید ہو گئے لوگوں کا مطالبہ تھا کہ ایک ہائی کورٹ کا کمیشن بنایا جائے، وہ آپ نے آج تک نہیں بنایا۔ کیوں؟ آپ نے وعدہ کیا تھا لوگوں کے ساتھ۔ آپ گئے ہزاروں لوگوں کے ساتھ

وہاں آپ نے commit کیا تھا کہ کمیشن بنایا جائے گا اور اسٹینٹ کمشن کو تبدیل، اُس کو تبدیل بھی نہیں کیا گیا، اُسکو زیارت پوسٹنگ دی گئی۔ ایک ہی ڈیمٹرکٹ میں اب تک ہے۔ لوگ کیا چاہ رہے ہیں جناب اپسیکر! لوگ چاہ رہے ہیں کہ ہمیں امن دے دواور وہ امن آپ نہیں دے سکتے ہو۔ شہابی وزیرستان میں واقعہ ہوا 13 جنوری 2019ء میں ایسا غم و غصہ ہے وہ شاید ہمارے حکمرانوں کو دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ ایسا غم و غصہ ہو گا کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے ہو کہ یہ ان حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت، اس حکومت نے وہ کارنا مے سرانجام دیئے ہیں شاید ہی کبھی ماضی میں اس طرح ہوا ہو۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: زیرے صاحب آپ منحصر کر لیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں منحصر نہیں۔ جناب اپسیکر! ہمارے لوگوں کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں، ہم face کر رہے ہیں، ہم اپنی فریاد بھی نہ سنا کیں کسی کو، ہم آواز بھی بلند نہ کریں، ایک جانب کہہ رہے ہیں کہ آئین کی پاسداری، آئین کی پاسداری ہم نے کی ہے۔ جنہوں نے اس آئین کی پاسداری نہیں کی ہے۔ جو اس آئین کو نہیں مان رہے ہیں اُن کے خلاف تو کوئی بات نہیں کر سکتا، جب سیاسی قائدین آئین کے تحفظ کی بات کر رہے ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں آئین نے جو اختیارات دیئے ہیں اُس کی بابت ہمیں تحفظ دے دیں۔ وہ ایسا نہیں کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں جتنی بھی FIR ہوئی ہیں، ان 130 سیاسی کارکنوں کے خلاف وہ فوری طور پر واپسی کرے۔ جناب اپسیکر! آپ نے آٹھ دن BDA کے ملازمین تادم مرگ بھوک ہڑتال پر رہیں۔ آپ نے اُنکے ساتھ کیا کیا؟ آپ نے انکو مستقل کیا؟ نہیں کیا۔ آپ نے فارماستس کو جو بیچارے یہاں لکھنے والوں سے ہڑتال پر ہیں آپ نے فارماست سے وعدہ کیا وہ پورا نہیں کیا آپ نے وہ رزی ڈاکٹروں سے وعدہ کیا وہ پورا نہیں کیا ایک وعدہ بتائیں کہ آپ نے 9 ماہ میں لوگوں سے پورا کیا ہو پی ایس ڈی پی تو آپ کی لپیس ہو گئی۔ 19-08-2018ء وہ تو گئے، اربوں روپے وہ لپیس ہو گئے، عوام کو فائدہ نہیں مل سکا۔ تو آپ کہاں کی حکومت ہے، کس بات کا آپ دعویٰ کر رہے ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت جو 2019-2020 کی پی ایس ڈی پی بن رہی ہے اُس میں اپوزیشن کے ممبران کو اعتماد میں لینا ہو گا کیا یہ ممبران کسی حلقة سے منتخب نہیں ہوئے؟ بالکل ہوئے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ 2019-2020ء کی پی ایس ڈی پی کے متعلق اپوزیشن را ہنماؤں کو اعتماد میں لیا جائے۔ thank you.

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی شکریہ۔ جی ثناء صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اپسیکر! آپ سب کو گزشتہ عید مبارک۔ سردار کھیت ان

صاحب آپ کو عمرہ مبارک۔ آپ کو گزشتہ پی ایس ڈی پی کا لپس ہونا بھی مبارک۔ اگست 2018 میں اس اسمبلی کے تمام اراکین نے حلف لیا۔ بلوچستان کے مسائل، بلوچستان کی دردناک حقیقتیں ہیں، انکو ہم اپوزیشن کے اراکین مسلسل اس اسمبلی میں بڑے مدلل انداز میں اپنے حکومتی اراکین اور دوستوں کے سامنے لاتے رہتے ہیں۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک واحد ادارہ ہے جہاں ہم بلا تفرقی، ہم سب کی اہمیت ایک ممبر کی ہوتی ہے، برادری کی بنیاد پر، اور آپ کو یاد ہو گا شاید بلوچستان کی سیاسی تاریخ میں پہلی دفعہ مسلسل ایک سال تک Public sector development plan یعنی بلوچستان کی ترقی کا جو جامع منصوبہ ہے، اُس میں جو flaws ہیں اُس میں جو خامیاں ہیں اُس کی ہیئت، ساخت اور structure میں جو faults ہیں انکو ہم نے identify کیا تاکہ بلوچستان کو ایک اچھی طویل المیعاد، مستقل مزاج اور بلوچستان کو ایک ایس ڈی پی یا ترقی کا ایک جامع منصوبہ دیں تاکہ دنیا کو ہم کم از کم باقی قوموں کے برابر نہیں آسکتے لیکن کم از کم ہم اپنے ہمسایہ صوبوں کے تو برابر کر سکتے ہیں جہاں ہمارے لوگ ابھی تک علاج و معالجے کے لیے جاتے ہیں، جہاں ہمارے لوگ اپنے بچے تعلیم کے لیے بھیجتے ہیں، جہاں ہمارے نوجوان ریٹریٹی چلانے، مزدوری کرنے جاتے ہیں، ہم نے کہا کم از کم یہ حکومت نوجوان اور اچھے منتخب اراکین پر مشتمل ہے اور ہم تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کریں گے۔ لیکن افسوس کی بات جناب اپنیکر! کسی دن کا بھی اخبار دیکھ لیں، کتنی تلخ حقیقت ہے بلوچستان کی تصویر بلوچستان کا کرب اُس خلجی نوجوان کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلوچستان میں ماپوی محرومی کس حد تک پہنچی ہے۔ عید کے دوسرے دن غربت کے باعث ایک نوجوان اپنے معصوم بچوں کو قتل کر کے اپنی بیوی کو قتل کر کے اور خود بھی خودکشی کر کے، یہ بہت بڑا پیغام چھوڑ جاتا ہے بلوچستان کے لیے۔ سردار کوئی بھی مسئلہ ہو، آپ اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرز حکمرانی نہیں کر سکتے کم از کم آپ کو اس صوبے میں خداوند تعالیٰ نے چھوٹی موٹی حکمرانی دی ہے، کسی کے درد یا عمل کے کتنے بھی پہلو ہوں لیکن اس طرح کے افسوس ناک پہلو ہرگلی، گاؤں کوچ میں بلوچستان کے رونما ہو رہے ہیں۔ ماپوی کا یہ عالم ہے تعلیم یافتہ لوگ اپنی ڈگریاں اٹھا کر ہماری اسمبلی کے سامنے جلانا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارے خاران میں عید کے دن ایک نوجوان ایران میں جو ماہی گیری کے لیے گیا تھا اُس کی کششی وہاں ایک باڑ سے ٹکرائی اُس کی لاش ابھی تک سات دن سے زاہدان کے ہسپتال میں پڑی ہے، لانے کے لیے ہم محتاج ہیں۔ یہ دردناک بلوچستان کی تصور ہے۔ اور آج کا اخبار اٹھا کر دیکھ لیں کوئی ایسا دن نہیں جاتا بلوچستان کی سڑکوں پر یہ جو پل صراط بنائے گئے ہیں، اور اس کی طرح زیادہ پتلے جو بلوچستان کی سڑکیں ہیں، روزانہ یہ جناب والا! آج کا اخبار ہے، وندرجام صاحب کا علاقہ ہے، ”تیز رفتار وین ٹرک سے جاٹکرائی، ایک ہی خاندان کے سات افراد جاں بحق“، کسی اور صوبے میں ایک ہی نسل کے سات جانور بھی اگر

ہلاک ہو جائیں اُس پر واپیلا مجھ جاتا ہے۔ ایک ہی خاندان کے سات افراد جاں بحق ہو جاتے ہیں۔ اور ہم یہاں سیاست، سیاست، کھلیتے ہیں۔ حکومت اور اپوزیشن کھلیتے ہیں۔ ہم خدا واحد شاہد ہے جس دن 19-2018ء کی پی ایس ڈی پی پر بحث کی ابتداء کی ہم نے اسی نقطہ نظر کو منظر رکھا کہ بلوچستان کو ایک طویل المیعاد ترقیاتی پالیسی چاہیے۔ جس کے تحت بلوچستان میں جو 86% غربت ہے اُس کا خاتمہ کیا جاسکے۔ بلوچستان میں 18 لاکھ بیرون زگار ہیں اس کا خاتمہ کیا جاسکے، بلوچستان میں انسانی وسائل 0% ترقی کی شرح ہے۔ یعنی ہم کوئی بھی ایسا انسان پیدا نہیں کر پا رہے ہیں جو دنیا کی کسی اچھی اٹھ ستری میں دنیا کے کسی اچھے ادارے میں دنیا کے کسی اچھے ہمسایہ ملک میں جا کر کام کر سکے۔ ہم بلوچستان پہلے middle east food basket پہلے ہمارا ہوا کرتا تھا۔ ہمیں وہاں سے روزی روزگار اور خوراک ملتی تھی، آج پورے بلوچستان سے سوائے اونٹ چرانے کے لیے کچھ نوجوان جاتے ہیں، باقی نہ تو ہم انچینر زبھیج سکتے ہیں، نہ ہم ڈاکٹر زبھیج رہے ہیں نہ ہم experts بھیج پا رہے ہیں۔ یہ خامیاں ہیں جناب والا! اسی PSDP پی ایس ڈی پی کی ہیں۔ جب تک آپ بلوچستان کے اندر ایک جامع ترقی کے پہلو نہیں بناتے، بلوچستان بد امنی، غربت، افلاس، محرومی، خود کشیاں یہ جاری رہیں گی۔ اور یہ بلوچستان کی کچھ حقیقتیں ہیں۔ جناب اپنے صاحب! 2018-2019ء کی پی ایس ڈی پی جو 3 سو 88 ارب روپے کی تھی۔ اُس میں ہم غیر ترقیاتی اخراجات کو نکال دینے ہیں اُس پر بات نہیں کرتے ہیں، گوکہ اُس میں بھی بہت سے faults ہیں اور flaws ہیں۔ لیکن ہمارا جو ترقیاتی حصہ تھا، وہ 88 ارب روپے کا تھا۔ ہم اُسی دن سے کہہ رہے ہے تھے کہ آپ ایک منی بجٹ لائیں۔ آپ بلوچستان اسمبلی میں ایک consultative process کے تحت جو پی ایس ڈی پی گزشتہ حکومت نے بنائی تھی، جو consultative process کے تحت ایک پی ایس ڈی پی بننی تھی، وہ نہیں بن سکی تھی۔ آپ اس اسمبلی کا ریکارڈ دیکھ لیں، اگست اور ستمبر میں ہم نے یہ مشورہ دیا۔ وہ نہیں ہوا۔ جس کی وجہ سے بلوچستان کے تقریباً 60 سے 62 ارب روپے لپس ہوئے اب لپس کیا ہے؟ کوئی بھی حکومت جب اس فورم سے کوئی بجٹ پاس کرتا ہے۔ وہ ایک commitment ہے۔ یہ لپس ہوتا کیا ہے۔ یہ laps commitment ہے، وعدہ ہے، اگر کوئی وعدہ کر کے وفا نہ کرے اسکو کیا کہتے ہیں جناب والا! بد عہدی کہتے ہیں۔ غلط وعدے، غلط منصوبے بنانے کے ہم لوگوں کو یہ دکھاتے ہیں پی ایس ڈی پی کی کتاب میں ”کہ ہم آپ پر ایک سال میں 88 ارب روپے خرچ کریں گے“، وہ یہ اسمبلی بتاتی ہے۔ بعد میں پورے سال کے بعد 20 ارب روپے خرچ ہوتے ہیں، 60 ارب روپے لپس ہو جاتے ہیں۔ یعنی آپ نے عوام کے ساتھ اس فورم کے تحت جو وعدہ کیا، جو commitment کی آپ اُس commitment پر پورے نہیں اُترے۔ تو جب آپ کسی commitment پر پورا نہیں

اُترتے، ہمارے معاشرے میں اسکی سزا ہوتی ہے۔ اس کی accountability ہوتی ہے۔ کوئی احتساب ہوتا ہے۔ ہے کوئی mechanism اس ملک میں؟ میں سمجھتا ہوں اُس خلجی کا، اُسکے معصوم بچوں کا، سڑکوں پر مرنے والے انسانوں کا، سب کا خون ان حاکموں کے اوپر ہیں جو وہ commitment پورا نہیں کر پاتے۔ اگر وہ 7 ارب کسی نہ کسی طریقے سے خرچ ہوتے تو میں یقین اور دوق سے کہہ سکتا ہوں کہ بلوچستان میں کسی حد تک، 1 سے 4% تک آپ کم از کم بلوچستان میں محرومی اور مایوسی کو ختم کر پاتے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہ ہم وہ commitment پوری نہیں کر پاتے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ 2018ء شاید مؤرخ اس بات کو ضرور لکھے گا کہ یہ accountability کس کی ہونی چاہیے؟ حکمرانوں کی ہونی چاہیے؟، حکومت وقت کی ہونی چاہیے؟، بیوروکری میں کی ہونی چاہیے؟ اسلام آباد کے لوگوں سے پوچھنا چاہیے کہ انہوں نے پیسے نہیں دیئے۔ یا سابقہ حکمرانوں کی ہے جنہوں نے ایسی غلط پی ایس ڈی پی بنائی۔ تو اگر آپ اچھی پی ایس ڈی پی بنائیں گے آپ نے والے سات سے آٹھ دنوں میں آپ ایک بجٹ پیش کرنے والے ہیں اسی ایجادے میں ہے 2019ء کا۔ اب دوبارہ ایک commitment کرنے جا رہے ہیں۔ جب commitment کرنے جا رہے ہیں، ہم نے اُسی وقت آپ کو کہا تھا کہ جناب والا! بلوچستان کی ترقی کیوں رکی ہوئی ہے؟ بلوچستان میں معاشی اور معاشری ترقی کا جو نامو ہے یا جو شرح ہے، جس کو کہتے ہیں وہ کیوں بالکل سکوت اور جامع جو ہے وہ کیا کہتے ہیں جو دکا شکار ہے۔ وہ اسلئے کہ آپ کی جو input ہے، آپ کا output اور outcome related ہے۔ دنیا کے اندر project management frame work financial management کا ہوتا ہے۔ budget making کا process ہوتا ہے۔ وہ چند اصولوں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ جب آپ 3 سو 88 ارب روپے، تین سو نو ارب روپے، بیشک آپ کا بجٹ 420 ارب روپے کا ہو گا۔ یہ پیسے ہے، اسکو کہتے ہیں آپ کا input کیا ہے؟ آپ کا output کیا ہے؟ آپ کا objective کیا ہے؟ کیا achieve کرنا چاہتے ہیں 420 ارب روپے بلوچستان پر ایک سال میں خرچ کر کے؟ آپ کے پاس کونسا bench-marking ہے کہ بلوچستان میں 86% غربت ایک سال میں 420 ارب روپے ڈالنے سے اتنی فیصد کم ہو جائیگی؟ آپ نے اپنے بجٹ میں کیا ایسا indicator دکھایا ہے، بنایا ہے؟ آپ نے کونسا indicator بنایا ہے آنے والے بجٹ کیلئے کہ بلوچستان میں 18 لاکھ نوجوان، کوئی اور خلجی اپنے معصوم بچوں کو پھر جو ہے عید کے دن ذبح نہ کر پائے، قتل نہ کر پائے، شہید نہ کر پائے؟ کیا آپ کے پاس indicator ہے؟ کیا آپ کے پاس بلوچستان کے 18 لاکھ نوجوانوں کو آنے والے ایک سال میں کس طرح ملازمتوں میں یا اُنکے لئے ملازمتوں کے

موقع پیدا کریں گے؟ یا اُن کی انسانی وسائل کیونکہ ترقی میں کردار ادا کریں گے۔ کیا آپ کے پاس کوئی bench mark ہے کہ بلوچستان میں 52%，50%，52% بچ غذا نیت سے محروم ہیں؟ جوکل کی اکنا مک سروے رپورٹ میں، اخباروں کی زینت بنی ہے۔ بلوچستان کی سب سے بڑی بدنامی کی وجہ ہے کہ بلوچستان غذا نیت سے محروم، لاغر بدن، چھوٹے پن، چھوٹے قد کے شکاروں والے بچ دنیا میں صومالیہ کے بعد سب سے زیادہ بلوچستان میں پائے جاتے ہیں۔ کیا آپ نے bench marking کی ہیں کہ میں 420 ارب کو، یہ میرا input ہے۔ یہ میرا output ہے، یہ میرا result ہے اور یہ میرا outcome ہے؟ کیا آپ نے کوئی اس طرح کی bench marking کی ہے؟ کیا آپ نے اسی bench marking کی ہے؟ کیا آپ نے 420 ارب روپے جو جگانے جا رہے ہیں، آپ نے اسی میں بجٹ کے حوالے سے کی ہے یا نہیں؟ کیا آپ نے 420 ارب روپے جو جگانے جا رہے ہیں، آپ نے جناب والا! کوئی bench marking کی ہے، کہ ہماری یہ خاندان کے خاندان جو سڑکوں پر، محترم اسد صاحب 22 لاشیں لے گئے اسی وندر اور سبیل سے۔ سات لاشیں آج گئی ہیں۔ قلعہ سیف اللہ میں عید کے دن 8 سے 9 لاشیں ایک ہی خاندان کے گئے۔ گودار میں، تربت میں خاران میں، کسی بھی علاقے میں ہم گئے۔ ہم جہاں بھی فاتح خوانی کرتے یا تو وہ نوجوان ہماری مائیں ہمیں زچکی و پچکی کے دوران مر رہی ہوتی ہیں یا ہمارے نوجوان وہ سڑکوں پر اُنکی لاشیں ایکسٹینٹ کی وجہ سے گر رہی ہوتی ہیں کیا آپ نے کوئی bench Marking کی ہے کہ میرے پاس بلوچستان میں اتنی سڑکیں ہیں؟ اور میرے پاس اتنا پیسہ ہے؟ ان علاقوں میں زیادہ ہیں؟ میں ٹریک، روڈز، incidents کو روکنے کیلئے یہ میرے پاس جو ہیں ایک جامع پلان ہے؟ اور اسد بلوچ یہاں بیٹھے تھے۔ میں نے ایک تقریر کی تھی شروعِ دنوں میں بلوچستان میں بجلی کی صورتحال پر۔ جو صوبہ ابھی بھی گیس کے حوالے سے گوکہ ہمارے ساتھ پاکستان پیرویم لیڈنگ سب سے بڑی زیادتی کر رہی ہے، کہ میں ما نیٹ بھی کرنے نہیں دے رہی ہے کہ بلوچستان میں کتنی گیس produce کرتی ہے؟ ہمارے گائے ہیں، دودھ دیتی ہیں لیکن ہمیں پتہ نہیں ہے کہ کتنی لیٹر دودھ دیتی ہیں؟ وہ خود لے جاتے ہیں، ناپتے ہیں، کہتا ہے ”کہ 20 لیٹر دودھ کا پیسہ ہے آپ لے لیں۔ 40 لیٹر 60 لیٹر“۔ ایسے معاملات جناب والا! بلوچستان کو کہا جاتا ہے ”کہ جی آپ کی گیس کی پیداوار 21% آگئی۔ اگلے سال 18% آگئی“۔ ہمارے پیسے بھی کم ہوتے جا رہے ہیں۔ کسی بھی حکومت نے، گیس اچھی ہم پیدا کرتے ہیں، بجلی بلوچستان میں تین پادر پلانٹس ہیں، جکو ہے، اوچ ہے اور آپ کا حبیب اللہ پاور پلانٹ کوئی میں ہے۔ تو 2600 میگاوات بجلی ہم پیدا کرتے ہیں، چارسو، پانچ سو میگاوات کے قریب بجلی ہم کو استعمال کرنے نہیں دی جاتی۔ مکران کی صورتحال حکومتی ارکین نے بتائی۔ کیا آپ 420 روپے خرچ کر رہے ہیں، یہ کالوںی نہیں ہے۔ یہ نوآبادی نہیں ہے۔ یہ ایک federating unit ہے۔ اس کے سیاسی قیادت کو چاہیے کہ جب 420 ارب

روپے کا بجٹ بنار ہے ہیں، کیا آپ نے bench marking کی ہے؟ کیا آپ نے کوئی نارگت set کیا ہے کہ میں بلوچستان کو اس بھلی کے عذاب سے نکالوں۔ میں بلوچستان میں 16 گھنٹے کی، 18 گھنٹے کی اس بھلی کی عذاب سے نکالوں۔ اس کیلئے آپ نے bench marking کی ہے؟ آپ کتنے پاؤ راستشین بنائیں گے؟ آپ بھلی کے پیداوار کے کتنے منصوبے بنائیں گے؟ یہ جناب والا! میرے پاس یہ وائٹ پیپر ہے، حکومت بلوچستان کا اپنا۔ 20 ہزار میگاوات بھلی پیدا کرنے کی گنجائش صرف ایک چھوٹے corridor میں ہے، جس کو نوکنڈی، ماکنیل corridor کہا جاتا ہے۔ 20 ہزار میگاوات wind one of the cheapest environment friendly بھلی جو ہے آپ صرف 20 ہزار میگاوات پیدا کر رہے ہیں۔ عزت دار لوگ بیٹھے ہیں، بھیگ مانگتے ہیں کیسکو سے۔ آپ کو کہتے ہیں لیٹر لکھو۔ اُس کو کہتے ہیں اس کو بلاو۔ یہ زندگی ہے کسی federating unit انسانوں کی لوگوں کی؟ اس طرح جیتے ہیں تو میں؟ 30 سال، 40 سال آپ کو ہو گئے ہیں آپ کے بچوں کو بلب تک نہیں ملتی۔ چراغ کی روشنی تک نہیں ملتی۔ مومنتی کے پیے لوگوں کے گھروں میں نہیں ہیں۔ پڑھنے کیلئے، ہسپتال میں آپریشن کیلئے، زمینداروں کو اپنی فصلوں کو پانی دینے کیلئے، مسجدوں میں خصوصی کیلئے، ماوں اور بہنوں کو اپنے گھر میں پینے کیلئے پانی نہیں ملتا اسی بھلی کی بدولت۔ آپ کی گیس لے جاتے ہیں تو آپ سے کوئی پوچھتا نہیں ہے۔ آپ بھلی کیلئے، جناب ایک لیٹر لکھو، کیسکو کے چیف کو ادھر بلا لیں اُسکو۔ یہ زندگی ہوتی ہے۔ اسی لئے جناب والا! یہ جو 420 ارب روپے۔ ہم اسی لئے روتے تھے کہ اس بلوچستان کو اس محرومی سے، اس غربت سے، اس بھیک مانگنے کے طریقے سے نکالنا ہے۔ اور اُس کیلئے ہم نے آپ کو کہا تھا کہ کچھ ہیں، کچھ اصول ہیں ایک جامع منصوبہ بنانے کا۔ جام صاحب نے بیان دیا تھا کہ ڈیموکریسی میں budget making میں کہتا ہوں ”کہ اپوزیشن کو پتہ نہیں ہے کہ بجٹ کیسے بنتی ہے، کا بینہ پاس کریگا اور یہاں منظوری کیلئے پیش ہوگا۔ پیش ہونے کے بعد 10 دن بحث کریں گے“ ہم نے آپ کو کہا جناب والا! ڈیموکریسی الیکشن کا نام نہیں ہے کہ ماں میں، بہنیں دھوپ میں آ کر ہمارے لئے ووٹ دیں، اُس کے بعد گھروں میں جائیں۔ ان ماوں، بہنوں نے جو دھوپ میں ہمیں اور آپ کو 25 جولائی کو ووٹ دیا۔ جمہوریت اس کا نام ہے جب آپ بجٹ بنار ہے ہیں 6 مہینے پہلے، آپ ایک ایک آدمی کے علاقے میں جاتے ہیں، تحریک کی سطح پر، یونین کنسل کی سطح پر، ڈسٹرکٹ کی سطح پر، پوری دنیا میں پریکیٹس ہیں، ڈیموکریٹک بجٹ میکنگ پروس democratic budget making process جس کو کہتے ہیں (making process)۔ آپ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ خاران میں آپ کی ترجیح کیا ہے اس سال کی؟ آپ پانی سے محروم ہیں؟ آپ بھلی سے محروم ہیں؟ گیس

سے محروم ہیں؟ روزگار سے محروم ہیں؟ سڑکوں سے محروم ہیں؟ آپ ان کی محرومی کو جامع طریقے سے نوٹ کرتے ہیں۔ آپ کے پاس بیورو کریمی ماشاء اللہ بڑے بڑے پڑھے لکھے، ایک بہت بڑی talented ہمارے ساتھ برگیڈ ہے سیکرٹریٹ میں۔ جن پر 320 ارب روپے کے قریب کا ہمارا جو non-expenditure کا بجٹ ہے۔ یہ آپ کا سارا آپ کا برگیڈ ہے۔ آپ کی طاقت ہے۔ آپ کے دماغ ہیں، آپ کے ہاتھ ہیں ہر ملکے میں پیشے ہیں ایک جو نیز کلرک سے لے کر ایک چیف سیکرٹری اور بیورو کریمی کے لیوں تک یہ بلوچستان کے پرزے ہیں۔ ایک ڈیبوکریٹک لیڈر جو ہے ایک ایسا mechanism بنتا ہے۔ ان سب کو اچھے طریقے سے استعمال میں لا کے گھروں، گوچوں، گلیوں میں جاتے ہیں، ان کی ترجیحات پوچھتے ہیں۔ لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھ کر اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کی ڈرائینگ روموں میں میٹنگوں سے بلوچستان کی تقدیر نہیں بد لئے والی۔ ایک سال کی پی ایس ڈی پی دوبارہ دو ہر اہالوں، 10 دفعہ دو ہر ایسا ہے، ایک سال کی پی ایس ڈی پی چوری ڈیکٹی کیلئے اچھی ہے۔ ایک سال کی پی ایس ڈی پی چھ مہینے سات مہینے کے بعد پس ہونے کیلئے اچھا ہے۔ ایک سال کی پی ایس ڈی پی بلوچستان میں ماہی اور محرومی ختم کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اسلئے ہم نے یہ اجلاس requisite کیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاء بلوج صاحب تھوڑا مختصر کر دیں۔

جناب شاء اللہ بلوج: میں ختم کر رہا ہوں جناب اسپیکر! ہم نے اجلاس اسلئے requisite کیا کہ ہم اپنے دوستوں کو کچھ چیزیں دوبارہ remind کروائیں۔ بڑے politely, respectfully and وہ ہمارے نہیں ہیں۔ وہ کورٹ کے ہیں اور ہم ابھی بتانا چاہتے ہیں ہم سے کل ہمارے دوست ملنے آئے۔ ہم نے انکو کہا ہے کہ کورٹ کے آرڈر ہیں۔ لہذا جو بلوچستان میں بجٹ بن رہا ہے۔ پہلے تو کوشش کریں کہ طویل المعاویہ ہو۔ پانچ سے چھ سالوں پر محیط ہو۔ ایک سال کا پریکٹیس ختم کریں۔ دنیا کیسیں صدی میں داخل ہو گئی ہے، لوگ چاند پر سیارے بھیج رہے ہیں۔ ہمارے پاس زیارت جانے کیلئے بھی پیٹرول کے پیسے نہیں ہیں۔ دنیا اتنی آگے چل گئی ہے آپ ایک سال کی پی ایس ڈی پی پر اڑے ہو؟ یہ کورٹ کا فیصلہ بلکہ آخری فیصلے سے قبل بہت ہی strong opinion اور اُنکی رائے ہے۔ 20 مارچ 2019ء کو۔ یہ میں نے فلیگ کیا ہے۔ عدالت کا حکم سب سے پہلے یہ تھا کہ آپ پلانگ ڈولپمنٹ کا بورڈ بنائیں، پی اینڈ ڈی کی بورڈ بنائیں۔ اگر آپ کے پاس اچھے لوگ اور بھی چاہیے، ماشاء اللہ بلوچستان میں اچھے قابل لوگ ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں بیورو کریمی کا کوئی قصور نہیں ہے۔ بڑی vision گورنمنٹ جو دیتی ہے۔ اور اُسکو implement کرنا اور اُسکو refine کرنا اور اس کو frame کرنا یہ بیورو کریمی کا کام ہوتا ہے۔ بلوچستان کے بیورو کریمی میں بڑے technically

اور قبل لوگ ہیں جن کا بڑا تجربہ اور exposure ہے ان کا، کورٹ کی ایک رائے ہے اور suggestion ہے بلکہ حکم ہے کہ جی آپ پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ کی ایک بورڈ بنائیں جو ابھی تک نہیں بنی جسٹ آنے سے پہلے اور میں اسی لیے ڈرہا ہوں کہ ہم نے پورا سال کورٹ اور کچھ یوں کے چکر کا ٹੀ بلوچستان میں لوگ بھوک اور پیاس سے محروم رہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس بجٹ کے بعد بھی لوگ کہیں کہ کورٹ نے کہا تھا کہ بورڈ بنائیں یہ بغیر بورڈ والی پی ایس ڈی پی ہے، دوسرا ایک حکم تھا جناب والا! جو میں پڑھ کہ سناؤں گا اُس کے Page No.2 پر وہ یہ ہے:

Thus it is for the provincial government to spend the amount in all the districts accordingly as such the provincial government was supposed to constitute a forum to decide a formula for distribution of funds among the districts, but because of nonavailability of such formula there is no formula for the judicious distribution of funds.

یہ بہت strong، نصیحت اور رہنمائی ہے کورٹ کی کہ آپ ڈسٹرکٹ کی بنیاد پر بلوچستان کی جو پی ایس ڈی پی ہے اُسکی تقسیم کا formula پناہیں، اس طرح کا آپ کے پاس کوئی fourm نہیں ہے۔ تو وہ تشکیل دیں لیکن مجھے یہ لگ رہا ہے کہ ظہور جان میرے بھائی ہیں ان کا پہلا بجٹ ہے، خدا کرے اچھا ہو، بلوچستان میں خوشیاں آئیں، روزگار آئے، ترقی آئے، انسانی وسائل کی ترقی، ملازمتیں آئیں، بجلی کا بحران حل ہو، لیکن جو طریقہ کار ہے وہ میں اسی لیے اُس دن کہہ رہا تھا آپ لوگوں کو میں مورد الزام نہیں ٹھہرانا چاہتا، یہ روایتی طریقہ کار یہ copy paste والا لگ رہا ہے، اعداد و شمار میں اتار چڑھاویہ بڑی بات نہیں ہے۔ لیکن vision کا فقدان نظر آرہا ہے، آنے والا جو بجٹ ہے میرے خیال میں اُس میں تین سے چار ہزار کے قریب بھی ملازمتیں نہیں ہیں، اٹھارہ لاکھ بیروزگار لوگ ہیں - اور اس کے علاوہ جناب والا! یہ کورٹ کا فیصلہ میں copy ڈھونڈ رہا ہے کہ اس کو دوبارہ دوں گا، آپ جو بجٹ لارہے ہیں خدارا! دیکھیں ہم نے سات آٹھ دفعہ یہاں پی ایس ڈی پی کو detail میں discuss کیا ہے۔ آپ ڈسٹرکٹس کو اگر آپ نے انصاف اور مساوات سے کام نہیں لیا، ہمارے بلوچستان میں بلکہ پورے پاکستان میں ایک بدسمتی سے اسی لیے امن بھی نہیں آ رہا خوشحالی نہیں آ رہی جب کوئی incident ہوتا ہے violence کا terrorism کا کہتے ہیں بکتر بندگاڑیاں خریدو۔ پولیس کی تعداد بڑھاؤ، نئی بندوقیں اُن کو دے دو، لیویز کو پولیس میں merge کر دو وہ دیاں بہتر بناؤ، ڈراؤ، دھمکاؤ آنسو گیس کی نئی technics لے آؤ۔ جناب والا! دنیا کے

کسی بھی ملک میں بھی امن اور خوشحالی بندوقوں سے تو پوپ سے ٹینکوں سے نہیں آتیں۔ دو چیزوں سے آتی ہیں اُس کو کہتے ہیں انصاف اور مساوات، اب انصاف اور مساوات دیکھنے کو تو بہت چھوٹے لفظ ہیں لیکن اگر اس کی گہرائی میں جائیں انصاف کا یہی ہے کہ اگر بلوچستان میں خاران، راسکوہ، ژوب، لسبیلہ، گواڑ میں رہنے والے شخص کو پینے کا پانی میسر نہ ہو اور اسلام آباد میں منزل واٹر کی جو فیکٹریاں لگی ہوئی ہوں وہاں کے لوگوں کے لیے ایسے بے انصاف معاشرے میں امن نہیں آ سکتا۔ ایسے بے انصاف معاشرے میں خوشحالی نہیں آ سکتی۔ مساوات اس کا نام ہے کہ آنے والی پی ایس ڈی پی میں، ابھی تک وقت ہے کوئی خامیاں ہیں کوئی faults ہیں اُس کو خدارا دوڑ کر جیئے گا۔ اگر آپ نے کسی بھی ڈسٹرکٹ کو ہم نے محسوس کیا کہ آپ نے بلوچستان میں دوسرے تیرے درجے کے شہریوں کی کلیگری بنائی ہے خاران والے دوسرے اور تیسرے درجے کے شہری ہیں کہ انہوں نے کسی مخصوص پارٹی کو دوڑ نہیں دیا اگر اس طرح کی صوت حال ہوئی تو جناب والا! ہم دوبارہ یہی کہیں گے کہ ایسی پی ایس ڈی پی نے صرف عدالتوں میں جائی گی بلکہ ایسی پی ایس ڈی پی کو اس دفعہ ہم عوام کی عدالت میں لے جائیں گے اور عوام کی عدالت میں اس کو challenge کریں گے، شکریہ جناب اپسیکر۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی شکریہ۔ جی۔

محترمہ شکیلہ نوید قادری: Thank you so much sir. جناب والا! اس وقت جو ایجاد ہے ہمارا آج کا، پی ایس ڈی پی، این ایف سی اور سیاسی کارکنوں کے حوالے سے کافی یہاں بیٹھے ہوئے اراکین نے بات کی ہے۔ پی ایس ڈی پی کا لپس ہونا جیسے شاء اللہ بلوج صاحب نے کہا کہ ہم وعدہ وفا نہیں کر سکے اور ہمارے لوگوں کے ساتھ یعنی کہ ڈیوپمنٹ کے حوالے سے جو لوگوں کے تحفظات تھے، جو انکی امیدیں ہم سے تھیں، ایک سال ہمارا گزر چکا ہے لیکن ہم کوئی وعدہ وفا نہیں کر سکے۔ اپوزیشن تو اپنی جگہ being a reserved seats ہمیشہ ہم نے یہی کہا ہے کہ ہم خواتین کو بحیثیت ممبر consider ہی نہیں کیا۔ جہاں ہم بات کرتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ہر قسم کی خوشحالی دے رہے ہیں سی پیک کے حوالے سے جناب اسد بلوج صاحب نے بڑی detail میں بات کی ہے۔ سی پیک کا تو ہم بہت دعویدار ہیں اور ہم بڑے بلند و بالگ کہتے ہیں کہ سی پیک میں بلوچستان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ لیکن ہم نے بلوچستان کے لوگوں کو جو پچھلے tenur کی چیزوں کو دیکھیں بی ڈی اے کے ملازمیں کے پاس میں گئی تو انکی حالت زار میں نے دیکھی۔ ٹیچرز کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اُس پر ابھی بات کی۔ ابھی کچھ ایکریکٹ اینڈ ریسرچ کے quota 10% جو 17 employees Grade-220 پر ڈھانی سال سے کام کر رہے تھے، اُن کی demotion کو ہم نے دیکھا کہ ہم بجائے آگے جانے کے ہم ظلم پر ظلم کیتے جا رہے ہیں۔

ہیں۔ اب میرا خیال ہے کہ اس حکومت کے اختیار میں اتنا تو ہے کہ جن لوگوں نے just twenty آپ کے ایگر یکلچر میں ریسرچ کے 20 ایسے لوگ ہیں جنہوں نے 17-grade پر بی ایس سی (آنز) ایگر یکلچر میں اور ابھی MSc کر کے 17-grade پر ڈھائی سالوں تک کام کرتے رہے ہیں۔ پھر رولنگ دے کر ان کو demote کیا گیا ہے اب کسی کو 12 اور 14 اور 07 گریڈ میں لانا میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ ناحصانی ہم کہیں نہیں کرتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی میں نے ایک توجہ آپ کو دلاتی تھی کہ جتنے بھی میڈیکل کالج ہیں، خضدار میڈیکل کالج جو campuses ہم نے کھولے تھے ان کی میں بات کر رہی ہوں وہ almost closing کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم پی ایس ڈی پی کو ایک طرف رکھ کے ہم atleast ان issues کو تو دیکھیں کہ جہاں آپ کے تین سو سے زیادہ students نے first year clear کر کے second year کے لئے ان کی admissions نہیں جا رہی ہے۔ ان کو facilitate نہیں کر رہا ہے گو نہ منٹ۔ ان کی کوئی شناوری نہیں ہو رہی ہے۔ میڈیکل وہاں سے، فیڈرل کہتا ہے کہ ان کو close کیا جائے۔ اسکا لشپ ہمارے minus لگ گیا ہے۔ بیروزگاری ہم بڑھا رہے ہیں۔ کبھی ہم فیڈرل کو اسکا ذمہ دار ہڑھراتے ہیں کبھی ہم پراوش۔ اور پراوش پچھلی حکومتوں کو۔ ہم ہر طرف انگلیاں اٹھاتے جا رہے ہیں ”کہ نہیں وہ کر رہا ہے“۔ betterment کیلئے ہم کیا کر رہے ہیں۔ بلوچستان کو تو ہم نے دہشتگردی کا نام دے دیا ہے۔ پچھلے سیشن میں آپ لوگوں نے ایک بہت بڑے دہشتگرد کو یہاں سے نکلا۔ ہماری اسمبلی کی خاتون اپنے بچے کے ساتھ آئی تو وہ سب کو نظر آئی۔ وہ بچہ سب سے بڑا دہشتگرد تھا۔ اُس کو آپ لوگوں نے اس اسمبلی سے نکال دیا۔ بغیر کچھ کہے۔ اُس کے بعد اُس پر یعنی مذاق بھی ہوتا رہا۔ با تین بھی کوئی کہتا ہے بول اٹھائی ہے کوئی کہتا ہے کہ ”بوقت اٹھائی ہے“ تو اُس کو دیکھ رہا ہے۔ کسی کے بچے کو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ اس طرح کی comments دینا خواتین کے ساتھ۔ یعنی ہم اگر ہم as a عوایی نمائندہ ہم بلوچستان کے حالات کو دیکھیں۔ گوارمیں دہشتگردی ہوئی۔ PC ہوٹل پر۔ آپ نے ایک ایسے استوڈنٹ کو ایک لکھت کار اسکا نام دے دیا“ کہ وہ اس میں involve ہے۔ اب وہ mental stress وہ جو اس کا future کلتا اُس سے مسلک تھا۔ یہاں ہمارے بیٹھے ہوئے ہیں ہوم منسروہ اس چیز کو دیکھیں۔ کل انہیں کے علاقے میں تین ccoaches چلے جاتے ہیں۔ اور غائب ہو جاتے ہیں مسافروں کے ساتھ۔ اور پھر اسکے بعد جب وہ tweet کرتے ہیں جب بات آتی ہے تو اُسکے فوراً بعد جو ہے نا وہ سامنے آ جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمیں دیکھنا چاہیے۔ این ایف سی ایورڈ، پی ایس ڈی پی ان سب چیزوں پر ہم رونا رور ہے ہیں۔ کھیر ان صاحب! یہ ایک ایسا فورم ہے مذکور کے ساتھ You are very much senior than me. I know

سروار عبدالرحمن کھیتران (وزیر خوراک و بہبود آبادی) **کھیتران صاحب!**
If you don't mind we don't have respect over here.

اس نے شناء کے بعد مجھے دیا تھا۔ آپ نے کہا point of order یہ point of order میں ایک topic میں ایک اور اس میں emergent nature کا آپ کوئی بات کر سکتی ہیں۔ آپ نے فلور لے لیا۔ اب ہم اس سے زیادہ خواتین کو کیا احترام دیں۔ میں نے فلور چھوڑ دیا آپ کو دے دیا۔

محترمہ شکلیل نوید قاضی: لیکن بلوچستان کے کلچر میں ہے۔ اس پر thanks بھی میں نے آپ کو کہہ دیا یہ بڑی بات ہے۔ any-way تو اسپیکر صاحب! اب اگر ہم ان تمام چیزوں کو دیکھیں۔ اب اگر ایگر لیکچر اینڈ ریسرچ کے employees 20 کو دیکھیں تو میرا خیال ہے یہ کوئی بڑا issue نہیں ہے۔ آپ روگنگ دے سکتے ہیں۔ اب یہ 20 جو ڈھانی سالوں سے 17-grade کام کر رہے تھے آپ انکو regular کر سکتے ہیں ان کو انہی seats پر۔ آپ اس کمیٹی کے حوالے اس issue کو کر سکتے ہیں۔ تاکہ کم از کم زیادہ نہیں کچھ تو ہم اپنے لوگوں کو ریلیف دے سکیں۔ پی ایس ڈی پی میں خواتین کا حصہ ہے ہی نہیں۔ اور جہاں تک بات رہی میری بہن کی یہاں تو ہیں ہوئی بچے کو لے کے آئی۔ وہ ان چیزوں کو آپ سب نظر انداز کر دیتے ہیں کم از کم at least as reserved seats deserve کرتے ہیں عزت، ہماری بھی اتنے ہی لوگ ہیں ہماری بھی اس سوسائٹی میں ایک جگہ ہے۔ تو ان چیزوں کو دیکھا جائے اور پچھلے ادوار میں پچھلے سیشن میں جو میری sister کے ساتھ ہوا ہے۔ اس کو kindly آپ دوبارہ دیکھیں ایک کمیٹی بنائیں کہ اُسکے ساتھ یہ کیوں ہوا؟ تو CAUCUS کے پلیٹ فارم سے یہ بات کروں گی اور as a reserved seats سے میں یہ بات کروں گی کہ یہ چھوٹے چھوٹے issues سے sorry میں نے یہ ساری باتیں کی ہیں۔ ایک دم سے میں نے کہنا شروع کیا کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ پھر موقع نہیں ملے گا۔ لیکن آپ ان issues کو ذرا دیکھ لیں اور اس پیشہ میں ایگر لیکچر والوں کو بھی آپ دیکھ لیں میڈیکل کالج کے issue جو ہمارے بند ہونے جا رہے تھے اور جو کمپسز کھلے تھے اور الائی، خضدار اور میرا خیال ہے اس میں تربت وغیرہ یہ اور جو ہماری یونیورسٹی کی کمپسز بھی admissions بند کیتے گئے ہیں اس کو آپ کمیٹی کے حوالے کریں۔ اسکو آپ kindly thank you دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ میڈم! جی کھیتران صاحب۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! میری اگر کسی بات سے بی بی کی دل آزاری ہوئی ہو تو

اوہ پرانٹ آف آرڈر پر اُنھی تو میں نے فلور کو چھوڑ دیا۔ ایک دو باتیں بڑی خوبصورت یہاں، نصر اللہ زیرے ابھی آجائیں گے، 2013 سے 2018 تک وہ MPA تھے۔ اور وہ ان بخرا میں اقتدار کے جھولے میں پیٹھے ہوتے تھے۔ اُس وقت تو انکونہ جمہوریت یاد تھی، نہ چادر و چار دیواری یاد تھی، اُس وقت تو بڑی خوشیاں مناتے تھے، ابھی سن رہے ہوں گے کہیں پر۔ 2013ء تو ایکشنوں میں گزر گیا، پہلا ایکشن تھا۔ پھر گورنمنٹ سازی اُس کے بعد پھر بلدیاتی ایکشن۔ 2014ء جیسے لگا تو انہوں نے مجھے اور ان کی حکومت نے۔ پہتے نہیں وہ کہتا ہے کہ وہ ہرن والا قapse ہے۔ کہ تمہارے باپ کا جس نے میرے پانی گدلا کیا تھا۔ تو اُسکا بدلہ لیا انہوں نے لیا مجھ سے۔ ان کی حکومت نے۔ مالک کی سربراہی میں پشتو نواہ میپ، پیشنا پارٹی اور غیرہ غیریہ تھے۔ میرے گھر پر raid کیا گیا، چادر اور چہار دیواری کی دھجیاں اُڑتی گئیں۔ اُس وقت ان کو پولیس یاد نہیں تھی۔ کیس مجھ پر بنائے تھوک کے حساب سے۔ ایک تو پر چون کاجناب ہوتا ہے ایک آدھ۔ ٹھوک کے بائیں، چوبیں کیس بنادیے۔ ان لوگوں نے ایک لفظ نہیں کہا ہمدردی کا مجھ سے۔ آج آگر جن لوگوں پر اگر کسی پر کیس بنائی ہے کرمن، انہوں نے کرام کیا ہے۔ ایک ریاست ہے اُس کا ایک قانون ہے، اُس قانون کو چاہیے، وہ لیدر ہے یا عام پلک اُس کی پابند ہے۔ تو اگر کسی پر کوئی کیس بنانا ہو ان کو عدالتوں میں لے جائیں اور اگر کسی نے غیر ضروری طور پر جلوس نکالا ہے یا کوئی کسی کا ماورائے عدالت قتل ہوا، جناب اسپیکر صاحب! پانچ سال تک میں فضل آغا صاحب کی جگہ بیٹھا تھا وہاں میرے قائد تھے مولا نا واسع صاحب، ہم چھنے، چلانے، ان کو سب سے لاڑ لآئی جی تھا، اُس وقت مشتاق سکھیرا، وہ مذاق اُڑاتا تھا آکر، اُس وقت تو ان کو جمہوریت یاد نہیں تھی، اچھا وہ جمہوریت اور وہ اصول صرف میرے لیے تھے۔ نصر اللہ زیرے نے میں فلور آف دی ہاؤس کہہ رہا ہوں کہ 302 direct کے قتل کیا تھا اس نے، یہ foreign tour بھی کرتا رہا، یہ پانچ سال تک اسمبلی بھی آتا رہا، کبھی اس کی گاڑی کے آگے کسی پولیس والے نے ایسے ہاتھ بھی نہیں دیا کہ یا رتم 302 direct کے کیس میں ہوا رسیشن سے تم proclaimed offender ہو۔ PO تھا۔ bail کے لیے گیا۔ اُسکی reject bail ہوئی وہ بھاگ آیا۔ آج یہ ہمیں جمہوریت کا سبق سکھا رہا ہے، آداب سکھا رہا ہے۔ میں اگر نماز پڑھتا ہوں، پھر میں آپ کو بولوں کہ جی میں نماز پڑھتا ہوں، اللہ کے آگے جھلتا ہوں یا رآپ بھی جھک جاؤ۔ میں نے اگر ایک سجدہ کبھی نہیں کیا ہے اور آپ کو بولوں کہ جی نماز پڑھو تو میرا خیال ہے کہ جی نہ یہ اخلاقیات ہے، نہ ethics ہے، یہ جلے میں اچھی تقریر ہو سکتی ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ان کے دور میں کیا ہوا، کیا نہیں ہوا، سر عام جس حالت میں میرا دوست تھا مجید، کیسے پولیس والوں کو چوکوں پر اُڑایا انہوں نے، کیسے پارٹیوں پر انہوں نے قبضے کیے۔ کیا کیا کیا، اُس وقت کوئی جمہوریت یاد نہیں تھی انہیں۔ جمہوریت

آج انکو یاد آئی ہے۔ آج یہ ہمیں اخلاقیات کا سبق دے رہے ہیں کہ جی سیاسی دور میں سیاسی cases تو میری عرض ہے کہ آج تو ان کی حکومت نہیں ہے۔ آج ہی کہہ دیں کہ جی ہم نے غلط کیا تھا۔ آپ کے گھر میں ایک عزت دار۔ پھر اس اسمبلی کا ایک معزز رکن۔ عوام نے مجھے منتخب کیا۔ تو پھر میرے گھر میں بھی خواتین تھیں۔ ان سے کبھی کسی نے پوچھا ہے کہ چلو آپ تو بے لگام گھوڑے ہو جیسے پولیس چاہے جس کے گھر میں چاہے روندھ دے کم سے کم خواتین پولیس ان کے پاس موجود تھیں۔ وہ میری خواتین سے آکے تلاشی لیتے۔ میرے bed room کی تلاشی میرے زیور چوری، میرے لائنس بندوقیں، پستول چوری۔ حتیٰ کہ جناب فانٹا کی بولیں بھی میری والدہ کی فرتخ میں اُدھر 85 plus ہے، اُس کے بڑے، اُس کے زیور چوڑیاں چڑا کے لے گئے۔ کبھی ان لوگوں نے ایک لفظ افسوس کا نہیں کیا۔ بلکہ ایک دن ڈاکٹر مالک نے مجھے سردار۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! آپ ایجندے پر بات کریں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: ایجندے پر بات کر رہا ہوں، order and law پر بات کر رہا ہوں میں جناب ایجندہ کوں ساچا ہیے آپ کو؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ جو چار ایجندے ہیں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: میں جواب دے رہا ہوں جناب، میں گورنمنٹ کی side سے جواب دے رہا ہوں۔ میں وہاں بیٹھا ہوا تھا سردار اسلام بن بخش میرے پاس آیا کہ جی آپ کوئی ایکم یاد فرم رہا ہیں۔ میں نے کہا کہ میرا سی ایم کے ساتھ کوئی کام نہیں ہے۔ تو کہتا ہے کہ جی میں ایک سردار کے حیثیت سے آپ کے پاس چل کر آیا ہوں۔ میں نے کہا سردار آپ میرے لیے قابل احترام ہیں۔ میں اُدھر جہاں ظہور بیٹھا ہے میں بیٹھ گیا۔ یہ شاء اللہ کی seat تھی مجھے کہتا ہے کہ جی یہ ہو گیا وہ ہو گیا۔ میں نے آپ کے گھر کو raid نہیں کرایا۔ تو میں نے کہا کہ میں نے کب کہا کہ آپ نے raid کرایا ہے۔ کہتا ہے کہ نہیں باہر اُدھر اس کا ایک ڈپٹی سیکرٹری تھا یوں سر پرہ۔ اُس کے ساتھ میں نے حال و احوال کر دیا تھا اس کے بارے میں۔ میں نے کہا کہ میں نے آپ کو کب کہا؟ کہتا ہے نہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ نے مجھے کس لیے بلا یا ہے اُدھر، وضاحتیں لینا چاہتے ہو مجھ سے، یا دینا چاہتے ہو؟ کہتا ہے کہ نہیں، میں نے کہا دیکھو جناب وزیر اعلیٰ صاحب! ہمارا فصلہ اس بلوچستان کا فصلہ اس جناح روڈ پر ضرور ہوتا ہے۔ آپ نے میری بے عزتی کی تھی آپ بھگتیں گے، آپ نے نہیں کی تھی تو میں نے آپ کو گلہ ہی نہیں دیا۔ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں؟ کہتا ہے نہیں اسلام بلیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا اسلام بلیدی میرا دوست ہے میری جان ہے میرا بھائی ہے۔ کہ جی اُس نے سینٹ میں کیا کیا۔ میں نے کہا میں نے بھی ووٹ بیچا ہے اُس نے

بھی بیچا ہے، تمہارا کیا کام ہے؟ تم مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو میں PS ہوں اُس کا کہ تم کو بتاؤں کہ اُس نے بیچا ہے تمہاری پارٹی ہے فتح آجائے اُس سے پوچھو۔ تو اور ادھر۔ میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ نے نہیں کیا ہے آپ کے پاس as a CM power case withdrawal کر لیں جو آپ نے مجھ پر ناجائز case کہتا ہے نہیں میں نے وہ پستونخواہی پ والوں کی ایک پوری گاڑی اسلام کی پکڑی گئی وہ بھی پھر مجھ سے کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب چھوڑ دو میرا اور آپ کا جناح روڈ پر فیصلہ ہو گا۔ اور ہو گا انشاء اللہ۔ یہ قبائلی ہے قبائلیت میں فیصلے ہوتے ہیں باہر ہوتے ہیں۔ اُس کا اقتدار تو گیا۔ آج اُس کو عوام نے reject کیا ان کو بھی عوام نے چھوڑ دیا۔ یہ جس گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تھے گھوڑے نے پیٹ ایسے کی اور یہ گر گئے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! ہاں؟ گھوڑے نے ایسے یسے کیا وہ گر گیا۔ وہ گرانے کے لیے تو اُس کو second چاہیے نا۔ سب کو، سب کو کوئی بھی۔ یہ مستقبل کوئی بھی نہیں کہے کہ جی جس گھوڑے پر میں بیٹھا ہوں وہ مجھے مستقبل پوری زندگی جو ہے نا۔ وہ اپنے پیٹ کا سوار بنائے گا، یہ غلط نہیں ہے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! اچھی تقریریں کر لیتے ہیں۔ ہماری حکومت day-one سے آج پی ایس ڈی پی پر بھی، شکر الحمد للہ، ہم نے، میں نے ہر تقریریں کہا یہاں میں نے ہمیشہ کہا کہ یہ منتخب نمائندے ہیں ہمیں ان کی قدر ہے، عوام نے ان کو ووٹ دیا ہے جیسے ووٹ ہمیں دیا ہے ہم سے زیادہ ووٹ ان کو دیے ہیں۔ مجھ سے زیادہ ووٹ ان کے کئی ساتھیوں کو ملے ہیں یہ حمل بیٹھا ہوا ہے مجھ سے دگنا ووٹ لے کر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا احترام ہے اس کے حلقوں کا احترام ہے۔ اور شکر الحمد للہ کل ہماری ہو گئی۔ قائد حزب اختلاف نے کہا کہ ہم مطمئن ہیں۔ ہم نے بلوچستان کو ترقی دینی ہے جناب اسپیکر! ہم کے، ہم solo flight day-one سے میرے قائد نے کہا ہم کہتے ہیں ہمارے ساتھی کہتے ہیں سب سے پوچھیں solo flight والے ہم ہیں نہیں۔ ہم سب کو ساتھ لے کر چلنے والے لوگ ہیں۔ ہم ہر چیز میں، لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں جس کا right treasury benches ہے۔ جب بنانا ادھر۔ ضرور ادھر مشاورت ہو گی اچھی تجاویز لینے گے وہ علاقے کے منتخب نمائندے ہیں۔ وہ ان کا ایک ایک گاؤں ایک ایک گھر ایک ایک فرد سے واسطہ ہے۔ ضرور لینے گے۔ اور میں ذمہ داری سے جناب اسپیکر صاحب! آپ بھی تشریف رکھتے تھے وہاں۔ میرے قائد نے کہا کہ ما پسی میں جو ہوتا تھا اپنی جگہ پر۔ کسی حلقوں کو بھی انشاء اللہ نظر انداز ہونے نہیں دینے گے۔ یہ میرے قائد کا فیصلہ ہے۔ لیڈر اف دی ہاؤس کا فیصلہ ہے۔ جب ہم اُس کی ٹیم ہیں ایک فیصلہ کر لیتا ہے بحیثیت کسٹودین آپ اسپیکر! ایک فیصلہ کر لیتے ہیں تو پھر میری یا کسی اور colleague کی کوئی حیثیت نہیں ہے کہ ہم اُس فیصلے کو تبدیل کریں۔ کیونکہ ہم آپ کو اس کرسی پر پہنچایا ہے، ان کو اس کرسی پر ہم نے بیٹھایا ہے۔ ہم نے اختیار دیا ہے ان کو

، ہمارے قائد ہیں، جب قائد ہیں، امام ہیں، امام جیسے کریں انشاء اللہ اچھا کرے گا۔ آج اپوزیشن کا کوئی بندہ نہیں تھا ہم سارے تھے ساتھی مختلف مخلوط حکومت کے۔ انہوں نے کہا کہ جی ہم کسی حلقوے کو ماضی کی طرح نہیں کرنے دیں گے۔ میری گورنمنٹ نہیں کرے گی allocation میں کہ یہ اپنا ہے یہ پرایا ہے یہ اس کو دس روپے دے دواں کو پچاس روپے دے دو۔ تجویز لیں گے آپ سے لیں گے۔ باقی جہاں تک شاء بلوچ نے کہا کورٹ کے حوالے دیے۔ ہم تو one day کو احترام دیتے ہیں۔ court کی بھی اپنی ایک limits ہیں۔ اُس کی بھی اپنی آئین اور قانون کے مطابق اپنے observations، observation، order sheet ایک ہوتا ہے court کا آرڈر۔ ایک ہوتا ہے order sheet۔ ایک ہوتی ہے تین کا بیان ہے مختلف observations دے رہے ہوتے ہیں۔ وہ نہ ہوئے ہیں دو کا بیان ہے، پانچ کا بیان ہے، تو اس پر وہ suggestion دیتا رہتا ہے۔ ایک ہوتا ہے order sheet کے حصہ ہے۔ ایک ہوتا ہے order sheet کو منظر رکھ کر وہ order pass کرتا ہے کہ کس court کو پھانسی دینی ہے، کس کو بھری کرنا ہے، کس کو کیا کرنا ہے۔ وہ اُس کو اگر کوئی challenge کرتا ہے تو اُس کی high court appellate authority ہے۔ سیشن نے فیصلہ دیا higher authority ہے۔ ہمارے پاس پانچ گیا ہے appellatant authority کوڑ کا حصہ ہے۔ کورٹ کا order جو final order ہے۔ ہم ذمہ داری سے اس گورنمنٹ کا حصہ ہوتے ہوئے، آپ بھی اس کا حصہ ہیں جناب اسپیکر ہم وہ انگریزی میں کہتے ہیں letter in spirit پتہ نہیں کیا کیا میں تو ٹاٹ کا پڑھا ہوں۔ اُس کے مطابق کریں گے ہم planning commission کے مطابق کریں گے۔ لیکن اگر court کے order sheets پر اگر اُس نے کوئی observation دی تھی یہ بھی کرو اُس کی اچھی suggestion ہے لیکن گورنمنٹ ہماری ہے، ہم نے چلانی ہے، ہم اُس کی order sheet پر پابندیں ہے آئین کے مطابق کہ ہم اُس کی پابندی کریں۔ یہ آئین پاکستان کہتا ہے جو سبز کتاب وہ لہرا رہا تھا۔ جس کی آرٹیکل 11 سے شروع ہو کر 21, 22 تک گیا۔ تو میری عرض یہ ہے کہ ہم احترام دیں گے۔ ان کی sitting government نے پانچ سال تک کیا کیا نہیں ہے، زمرخ خان کے ساتھ کیا نہیں ہوا ہے۔ زمرخ خان کا بھائی سینیٹر تھا اُس کے ساتھ کیا نہیں ہوا ہے۔ میرے ساتھ کیا نہیں ہوا ہے۔ باقی ساتھیوں کے ساتھ کیا نہیں ہوا ہے، ہم وہ چیز نہیں کریں گے۔ ہم نے اس بلوچستان میں رہنا ہیں جناب اسپیکر صاحب! ہمیں احترام ہے اس صوبے کا اس مٹی کا احترام ہے۔ اس میں بسنے والے لوگوں کا احترام ہے۔ ہم موقع پیدا کریں گے جو ہم سے روٹھے ہوئے ہیں ہم ان کو منائیں گے۔ جو

پہاڑوں پر بیٹھے ہوئے ہیں کوئی روزگار کے موقع کے سلسلے میں کوئی معاشری ترقی کے حوالے سے اگر کوئی اُس کے دل میں خلش ہم اُن کو لا میں گے ہم پیار سے لا میں گے ہم بندوق والے نہیں ہے۔ ہم پیار بانٹنے والے لوگ ہیں ہم خوبصورت طریقے سے ہم اُن کے پاس جائیں گے۔ وہ ہمارے بھائی ہیں چاہے یہاں بلوچستان میں پشتوں بستا ہے، بلوچ بستا ہے، براہوئی، سندھی، سرائیکی، ہزارہ کوئی بھی ہے اُس کا انتباہی حق ہے جتنا میرا ہے جتنا آپ کا ہے اُس کا بھی انتباہی اس سرزی میں پرحق ہے۔ تو میں آج کا یہ ایجنڈا انہوں نے خود PSDP تسلیم کر لیا، BDA کی ملازمین نے ہر ہتال ختم کر دی۔ NFC award میں guaranteed ہے ہمارا جو حصہ ہے اگر باقی صوبوں کو اُن کے حصے کے مطابق دینے گے ہمارا جو وہ fix کیا ہوا ہے وہ ملے گا ہمیں اس سال میں ملے گا ہم fight کریں گے۔ PSDP پر میرے قائد نے کہا کہ 80% ہم جو ہے نہ اس دفعہ ہمارے کہنے پر انہوں نے پہلے وہاں بیٹھ کر وہ بھنگ کے جنگلاتیں اُدھر اُن کو خوشبوگتی تھی تو آدھے نشے میں ہوتے تھے تو وہ بنا دیتے تھے۔ آج آپ کے منتخب لوگ گئے ہیں ان کی تجوادیز کو انہوں نے اہمیت دی ہے۔ چاہے روڈسیکٹ ہے یا چاہے ڈیم ہے۔ اُس وقت تو تین تین سو ڈیم ایک سب تحصیل میں لے کر آتے تھے یہ۔ دو بندی میں تین سو ڈیم ایک چھوٹی سی سب تحصیل اور بارکھان پوار کو ہلو district، تربت district، فلاں ایک ڈیم نہیں تھا۔ ہم وہ چیز نہیں کریں گے۔ میں on behalf of my قائد میں اپنے فناں منیر کے behalf پر کہہ رہا ہوں کہ ہم ہر موڑ پر انشاء اللہ آپ کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ ہمیں آپ کاحد سے زیادہ احترام ہے۔ ہر لحاظ سے احترام ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا day one سے کہا میرے پاس اس وقت دو ملکے ہیں میں نے کبھی کبھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے میں نے کہا کہ جس کا حلقة ہے وہ اُس کا جو تجاویز جو سلسلہ ہو گا وہ اُس کا ہو گا۔ میرے ساتھیوں کے بھی یہی نظریات ہیں۔ میرے جتنے colleague بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرے قائد کا جو حکم ہے میرے leader of the house کا حکم ہے ہم سب پابند ہیں۔ تو لہذا آپ لوگوں نے اجلاس requisite کیا، اس میں دو تین item تو آپ کے ختم ہو چکے ہیں۔ already law and order کا آپ نے نشاندہی کی ہے ان کی وہ بی بی نے کوچز کا حوالہ دیا ہے، قبلی جھگڑے ہیں بی بی ان میں آپ نہیں پڑیں۔ کوئی میرا بھیڑ کبری لے جائے گا، میں خاموش ہوں۔ تو دوسرا جو ہے نال دوسرے کی اگر ایک مرغی چلی جاتی ہے وہ دھاڑ دھاڑ کرتا ہے۔ تو پھر آپ اُس کو مدنظر رکھیں گے۔ تو please یہ قبلی ہے، یہ ہمارے آج کے نہیں ہیں، سو، دو سو سال پانچ سو سال، ہزار سال سے یہ چل رہے ہیں۔ آگے چلیں گے کوئی نہیں قبلکیت کو یہ ذاتی دشمنیاں، قتل یہ دکالتیں، یہ چوری، یہ ڈیکھنی، یہ چلتا ہے ہر معاشرے میں جو ترقی یافتہ ممالک ہیں وہاں ہوتا ہے۔ برطانیہ میں ہوتا ہے، سعودی عرب جہاں آپ خالی بات کریں گردن اُتار

دیتے ہیں وہاں بھی یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ تو یہ میرا مشورہ ہے خاتون سے کہ کسی کے قبائلیت میں مداخلت مت کریں۔ باقی law and order (انشاء اللہ ہم کوشش کر رہے ہیں)۔ (مداخلت)

محترمہ شکلیل نوید قاضی: میں نے صرف قبائلیت کی بات نہیں کی، میں نے hotel PC کی بات کی جہاں آپ نے ایک ایسے student کے future sign out کو بالکل kia، جمل بلوج کے نام سے۔ یہ بھی جمل بلوج پیشے ہیں اس کی بھی تصویر آپ دے سکتے ہیں۔ تو میں نے ان چیزوں کو کہا ہے۔

وزیر خوراک و بہبود آپادی: بالکل جو چیز غلط ہے کہ کسی کا اگر کوئی involve نہیں ہے تو غلط اُس کا future یا وہ mentally ہم نے بھی پڑھا ہے، ہم نے بھی دیکھا ہے سو شل میڈیا پر آیا ہے غلط ہوا ہے۔ اگر اُس کو غلط quote کیا ہے تو ان کو معدتر کرنی چاہیے۔ اُس کو، ان کو واپس اپنا سارا سلسلہ چاہے آرمی نے کیا ہے ایجنسی نے کیا ہے سول نے کیا ہے کسی نے بھی کیا ہو غلط ہے تو غلط ہے۔ اُس کو ہم بھی غلط کہتے ہیں۔ باقی جہاں تک سوال ہے law and order کا آج آپ دیکھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! ہوم منستر صاحب بول رہے ہیں کہ ان پر میں جواب دیتا ہوں۔

وزیر خوراک و بہبود آپادی: ہاں کچھل دیکھیں وہ ہوم منستر اچھی طرح بات کر سکتا ہے۔ میں ساتھیوں کو پھر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے ساتھی آپ ہمارے لیے قبل احترام ہیں، ہمارے لیے بہترین ہیں۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ نے بہت اچھی باتیں کیں سردار صاحب۔ میرے خیال سے۔ جی آغا صاحب۔

اخچینر سید محمد فضل آغا: شکریہ جناب چیئرمین! بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سردار صاحب کے ہم مشکور ہیں انہوں نے تو کئی دفعہ اس ہاؤس میں ہمیں یقین دلایا کہ ہم آپ کو برادری کے حساب سے سمجھتے ہیں اور ساتھی سمجھتے ہیں۔ لیکن سردار صاحب نے کچھ سوالات کے حواب نہیں دیے جو شاء صاحب نے اٹھائے تھے۔ کہ یہ ہماری جواب بھی 2018ء اور 2019ء کی پی ایس ڈی پی تھی 10 میہینے میں اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ اور اربوں روپے lapse ہو گئے، کیوں اُس کی وجہ ہے اس کا سردار صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا؟ یہ ایک سوالیہ نشان ہے موجودہ حکومت کی کارکردگی پر۔ اور بلوچستان میں یہ پسمندگی رہی ہے۔ دس میہینے میں کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ لوگوں کے ہاتھ ہمارے گریبان میں آئے ہوئے ہیں کہ جی آپ MPA ہیں اور آپ نے کوئی کام ہمارے علاقے میں نہیں کیا۔ اس کا جواب نہیں آیا۔ دوسری بات یہ ہے جی کہ یہ ہماری شنید میں آیا ہے کہ یہ جو discretionary fund ہیں، اپوزیشن کو اور گورنمنٹ کے treasury benches کو، اپوزیشن کو تقریباً 25% کے لگ بھگ شاید تجویز کیے گئے ہیں۔ اور 100% جو ہے وہ treasury benches کے لیے۔ یہ discretionary fund کے 16 کروڑ اور

60 کروڑ۔ میری گزارش ہے اگر نہیں ہے تو اچھی بات ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ funds آپ نے دینے ہیں تو یہ ہمیں کوئی ذاتی طور پر تو نہیں مل رہے ہیں۔ ایک طرف سے ہم پورے پاکستان میں شکوہ کرتے ہیں کہ ہمارا صوبہ پیچھے رہ گیا ہے۔ ہمیں فنڈ زدیے جائیں۔ اور اس کو برابری پر لایا جائے۔ اور دوسرے طرف سے ہم اگر اپنے 34 اضلاع میں یہ disparity رکھیں کہ یہ ایک ضلع کو زیادہ فنڈ ملے اور دوسرے ضلع کو بہت کم ملے۔ اگر وہ آپ کے MPAs کے طرف بیٹھے ہیں اگر آپ سے میں عرض کروں کہ پشین district ہمارا آبادی کے لحاظ سے شاید بلوچستان کا سب سے بڑا populated district ہے وہاں تین MPAs ہیں۔ اور ہم تینوں MPAs پر بیٹھے ہیں اگر ہمیں اس حساب سے جو شنید میں آ رہا ہے کم فنڈ زد ملتے ہیں تو ہماری تو تینوں constituencies کے لوگوں کے حق مارے جاتے ہیں اور ان کی برابری نہیں ہو رہی ہے۔ یہ فنڈ زجو ہیں یہ بلوچستان کی 1 کروڑ 25 لاکھ کی آدمیوں کی ترقی کے لیے ہے population کی ترقی کے لیے ہے۔ یہ کوئی ذاتی لیوں پر نہیں ہے۔ یا ان اضلاع میں جہاں ان کے MNA.MPAs نہیں ہیں، ان میں اپنے لوگوں کو بندر بانٹ کر کے اپنی سیاست کو پیندا چاہتے، تو انصاف نہیں ہے ہم اس پر احتیاج کریں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سردار صاحب نے کہا کہ BDA والوں کا تو مسئلہ ہی ختم ہو گیا۔ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے مسئلہ ختم کیسے ہوا؟ آپ کے اس چیئر سے جو سابق وزیر اعلیٰ ہیں، ان کے order ابھی file پر پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو cabinet نے regularise کیا تھا اور اس چیئر سے وہ جب اپسیکر بنے ہیں۔ تو انہوں نے اس چیئر سے order دی تھی کہ میں چیف سیکرٹری کو بلاو۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جو decision ہے ان کو implement کیا جائے لیکن اس کا ابھی ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس حوالے سے ہمیں کچھ یعنی بتائیں گے۔ کہ یہ کیا ہو رہا ہے کیا نہیں ہو رہا ہے BDA والوں کا مسئلہ حل کس طرح ہوا۔ وہاں جس طرح شاء صاحب نے اور ساتھیوں نے فرمایا کہ بیس، بیس اور اٹھارہ، پچیس، پچیس سال سے انجینئرز اور non-engineers کام کر رہے ہیں۔ اب وہ کسی اور سروں کے قابل بھی نہیں ہیں۔ اور ان کے اب regularise کرنے کے order بھی کسی گورنمنٹ نے بزن جو صاحب کی سربراہی میں جب وہ وزیر اعلیٰ تھے تو کر دیا تھا۔ اب ان لوگوں کا future کیا ہے جبکہ اس کے 10 میہنے میں ایک بھی چڑا سی نہیں لگایا گیا ہے۔ تو اگر اس طرح بلوچستان کی ترقی ہو رہی ہے اور اس طرح بلوچستان کے لوگوں کو ہم up-lift کر رہے ہیں۔ دوسروں صوبوں کے برابر لارہے ہیں۔ تو یہ اس حوالے سے سوالیہ نشان ہے ٹریزی ٹنجز سے اس کا بھی کوئی جواب ہمیں نہیں ملا۔ باقی یہ ہے کہ یہاں سیکرٹری ہیلاتھ صاحب بھی شائد بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ سے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ میں جب MPA بنا تو میں نے detail tours کے اپنے area کے۔ اور

تمام dispensaries اور BHUs, RSCs inspection میں نے لی ہے وہاں ڈاکٹر زنایہ ہیں۔ وہاں ایکسرے مشین dentistry کی بڑی ہوئی ہیں۔ بیس، بیس سال سے، پھیپس، پھیپس سال سے اُس میں کوئی کام نہیں ہو رہا ہے وہاں BHUs میں بھوسہ بک رہا ہے۔ گائے اور بھینس بندھی ہوئی ہیں مگر اُس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔ یہ رپورٹ میں نے پوری گورنمنٹ کو چیف سیکرٹری، چیف منستر CMIT concrned secretaries down to the deputy commissioners کو بارہ، بارہ کاپیوں کے ساتھ نوٹس میں بھیج ہیں۔ اُس پر کوئی action نہیں ہوا۔ پچھلے دونوں میں چیف سیکرٹری صاحب کے پاس گیا پھر دوبارہ کاپیاں پکڑائیں اگر گورنمنٹ کی یہ efficiency ہے ہمارے سیکرٹریز کی یہ efficiency ہیں ہماری منسٹرز کی یہ efficiency ہے کہ ہم اُن کو table پر لائے بتادیتے ہیں کہ جی یا آپ کی پوزیشن ہے یہ اسکول کی پوزیشن ہے یہ اسپتال کی پوزیشن ہے یہ روڈز کی پوزیشن ہے یہ پانی کی پوزیشن ہے یہ بجلی کی پوزیشن ہے۔ اگر خود یہ نہیں جاسکتے ہیں تر تمام privileges ان کے پاس ہونے باوجود ہم اپنی گاڑیوں میں اپنا پروول بھر کے اپنی touring کر کے اُن کو writing میں لائے دیتے ہیں۔ اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ پچھلے دونوں CMIT کے نام سے جو ایک organisation ہے پشین میں وہاں میں نے اُن کو identify کر کے دیا تھا۔ کہ 20 کلومیٹر کی payment ہوئی ہے، site پر 15 کلومیٹر ہے۔ earth work کوئی ہوانہیں ہے، چار کروڑ کی payment ہوئی ہے۔ ایک طرف ساڑھے چار کلومیٹر دوسرا روڈ غالب ہے۔ اس قسم کے اور بہت main-discrepancies تھی۔ لیکن انہوں نے رپورٹ بنانے کے بھیجی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ رپورٹ میں نے CMIT کی ہے اول تو اگر initiate جاری تھی۔ تو مجھے بتاتے مجھے ساتھ لیکر جاتے اگر نہیں تو اُس رپورٹ کی کاپی مجھے دیتے، وہ بھی نہیں دی۔ اور اُس رپورٹ میں لکھ دیا ہے کہ سب ٹھیک ہے۔ میں آج بھی اس floor پر CMIT کو چیلنج کرتا ہوں اپنے اس انپکشن نوٹ کے حوالے سے جو discrepancies میں نے یہ تمام development areas میں کی ہے۔ میں آج اس floor پر چیلنج کرتا ہوں، کھڑا ہو یا تو پھر میری جو calibre ہے اُس پر شک ہے، میرے integrity پر شک ہے یا کہ یہ CMIT جو ہے یہ گورنمنٹ کے اوپر بوجھ ہے بلکہ میں یہ کہوں کہ یہ کرپشن کو encourage کرنے کے لیے بیٹھی ہوئی ہے کیونکہ اگر سب کچھ ٹھیک لکھا دیا ہے سب اچھا ہے تو میں جو کہہ رہا ہوں کہ وہاں 9 کلومیٹر تو روڈ short payment ہے جسکی ہوئی ہے، ساڑھے چار کروڑ روپے جو ہے وہ earth work ہوئی ہی نہیں ہے اور اُس کی payment ہوئی ہے۔ بڑے بڑے ڈیز بنے ہیں washout ہو گئے دو ڈیز بنانے کے ملیوی ڈیم ہے جو washout ہو گیا ہے کہ بلا ملیوی کو ملا کے اگر

CMIT کی یہ حالت ہے اگر CMIT اس قسم کی رپورٹ دیتی ہے تو یہ CMIT گورنمنٹ پر ایک بوجھ ہے بلکہ یہ CMIT کرپشن کو encourage کرتی ہے جام صاحب بھی تشریف لائے ہیں، میں ان کو چلنچ کرتا ہوں۔ کہ میرے ساتھ یہ دوبارہ یہ کمیٹی بنائیں میں نے چیف سیکرٹری کو letter لکھا ہے جام صاحب کو کاپی بھی دے رہا ہوں۔ کہ CMIT میرے ساتھ چلیں، کم از کم میرے constituencies جو سات road inspections ہیں۔ میں ان کو موقع پر جا کے بتاؤں گا ورنہ اس CMIT کو bang کیا جائے، یہ گورنمنٹ پر بوجھ ہے۔ جناب والا! سیکرٹری ہیلٹھ صاحب بیٹھے ہیں اس وقت کئی دفعہ روپورٹ آئی ہیں تمام استورز میں دونبمر کی ادویات بک رہی ہیں۔ اور government purchasing میں بھی دونبمر کی ادویات purchase کی گئی ہیں۔ اور غریب اپتالوں میں جائیں تو کہیں پر کوئی دوائی نہیں ہے interior کو تو چھوڑیں کوئی شہر میں لوگوں کو دونبیاں available نہیں ہے تو اگر یہی efficiency ہے یہی CMIT کی کارکردگی ہے یہی ہمارے منظرز کی کارکردگی ہے۔ یہی ہماری bureaucratic centre کی کارکردگی ہے کہ مجھے کسی ایک بھی سیکرٹری کا جواب نہیں آیا ہے اور جب تک آپ PSDP اٹھاتے ہیں non-development 80% جو expenditure ہے اگر آپ کے پاس جتنے بھی پیسے آتے ہیں تو سو میں سے 80 روپے تنخوا ہوں میں TA, DAs, میں دفتروں کے بھلی میں اور 20% جو بچتے ہیں وہ development میں ہوتے ہیں۔ اور development میں نے آپ کے سامنے رکھی اگر government کی یہی efficiency ہے تو مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، اس لیے ہمارا دل جلتا ہے۔ یہ بلوچستان ہم سب کا ہے یہ صرف treasury کا نہیں ہے ہم مشترک اس کے state holders benches ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہم سب کوں کے جو ہوا ہے سو ہوا ہے اب بہت پانی پلوں کے نیچے سے گزر گیا ہے اور enough is enough میرا خیال میں ہمیں سب کوں کے اپنا قبلہ درست کرنا چاہیے ورنہ اگر یہی تماثر رہے تو federal level پر بھی آپ جو سن رہے ہیں وہ آپ کے سامنے provincial ہی کچھ ہو رہا ہے وہ بھی اگر یہی کچھ ہوگا تو لوگوں کے ہاتھ ہوں گے، ہمارے گریان ہوں گے۔ پھر ہم اور آپ گھر سے باہر نہیں نکل سکیں گے۔ میری گزارش یہی ہے جام صاحب سے بھی اور treasury benches سے بھی کہ اپوزیشن کو ساتھ لیکر چلیں اور یہ جو distribution ہے یا تو برابری کی بنیاد پر تمام districts میں population کو مدنظر رکھتے ہوئے پسمندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے projects کی identification کریں اُن کے لیے fund کی allocation کریں ہمارے ذمہ اُس کی supervision کی quality ہو، اس طرح کام آگے چلے گا اور اگر یہ جو ہمیں شنید ہے

کہ جو treasury benches کو سانچھ سانچھ کروڑ روپے اور اپوزیشن کو پندرہ، پندرہ کروڑ روپے دے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ یہی کچھ ہو گا جو گزشتہ گورنمنٹ میں ہوتا رہا۔ میری چند مختصر گزرا شات ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: مگر افسوس یہ ہے کہ تمام بالوں کے باوجود اس وقت treasury benches اپنے گپوں میں لگے ہوئے ہیں بشمول جام صاحب کے اور پڑھنا تو انہوں نے ہے ہی نہیں ہے۔ تو یہ بھیں کے آگے ہیں بجانے کا مقصد ہی کچھ نہیں بتتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس جب موجود ہوتے ہیں تو ان کی توجہ اپوزیشن کی طرف ہونی چاہیے کہ ہم جو گزارشات کرتے ہیں ان کو سننا بھی چاہیے سمجھنا بھی چاہیے تو جہہ بھی دینی چاہیے اور اپس کے لیے حل کون سا کرنا چاہیے تو یہ واحد طریقہ کہ ہم بلوچستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتے ہے۔ اس ہاؤس کو خوبصورت طریقے سے چلا سکتے ہیں ورنہ پھر کوئی شہر اور بلوچستان بازاریں جو ہیں زندہ باد اور مردہ باد کی نظر ہو جائیں گے۔ اور ہم آپ کہیں پر بھی نہیں ہوں گے، سوائے اس کے کہ پورا پاکستان ہم پر ہنستا ہے گا۔ میں آپ کا شکر گزر ہوں اور آپ سے پھر گزارش کرتا ہوں کہ آپ کی جوروںگ ہے اُس کے متعلق آج ہمیں بتائیں کہ BDA کے متعلق آپ کی جوروںگ تھی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ آغا صاحب! جی بات کریں دو منٹ آپ تشریف رکھیں دو منٹ عبدالحلاق صاحب یہ بات کریں اُس کے بعد پھر آپ بات کریں گے۔ جی ملکی شام لعل۔

جناب ملکی شام لعل: شکریہ اسپیکر صاحب! ہمیں آج تک یہ پہنچیں پڑھا کہ minority کے ممبر اقلیتی ممبر کو منتخب کر کے اس ایوان میں کس لیے لا یا جاتا ہے۔ جبکہ کوئی ترقیاتی اسکیمیں ہوتی ہیں minority کے لیے اقلیتی برداری کے لیے جس میں ہماری کوئی شناوائی نہیں ہے ہم سے کوئی تجویز نہیں مل جاتی ہے، نہ ہی ایسے funds ہوتے ہیں جو غریب لوگ ہیں جن کی ہم کوئی مدد کر سکتے ہیں۔ تو ہمیں ادھر بیٹھنے کا کیا مقصد ہے، minority کو مجھے تو آج تک سمجھنے ہیں آیا کہ ہم صرف یہاں حاضری دینے کے لیے آتے ہیں، ہم نہ کسی کا کام کر سکتے ہیں نہ گورنمنٹ میں ہماری شناوائی ہے۔ اگر یہی حال ہے تو بہتر ہے کہ اپوزیشن کی جو minority کی ممبر ہے ان کو یہاں سے فارغ کر دیں۔ یہیں کہ ہمارے ساتھ اتنی زیادتی کیوں ہو رہی ہے۔ کہ ہم وہ ممبر نہیں ہے جس طرح ابھی سننے میں آیا کہ بھئی جو مخصوص سیٹیں ہیں ان کے لیے ساتھ ساتھ یا بالکل ہماری حیثیت بالکل نہیں ہے۔ ہم کیا دو نمبر کے شہری ہیں یہ ہمارے ساتھ سر اسر زیادتی ہے جہاں گورنمنٹ کی یہ ساری چیزیں distribute کرنی ہیں خود جا کے کروڑوں روپے بانٹنے ہیں تو بانٹنے پھر ہمیں نکل دیں ہماری تو ویسی حیثیت نہیں ہے سمجھتے ہیں کہ یہی تو ہم رونارو ہے ہیں کہ

اقلیتیوں کا مطلب کوئی شناور نہیں ہے ہماری ہمیشہ بے عزتی ہوتی ہے تو ہم اس بات میں گورنمنٹ کے اس رویے پر میں جو minority کے ساتھ کیا جا رہا ہے میں اپنا احتجاج کرتا ہوں اور walkout کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دو تین اراکین یہاں سے جا کر ان سے بات کر کے ان کو لے آئیں تاکہ پھر اجلاس شروع کریں۔ جی جی بات کریں کوئی مسئلہ نہیں آپ بات کریں آپ اپنی پریشانی حل کروائیں۔

میرزادعلی ریکی: جناب اسپیکر! thank you آگیا 19-2018 پی ایس ڈی پی کی لپس ہونے پر چاہس، سماڑھ ارب لپس ہونا بہت افسوس ہے۔ آج تک آٹھ، نومبینے گزر گئے ہیں، ایک روپے کا کام جناب اسپیکر میرے علاقے میں کام نہیں ہوا ہے۔ ہم وہاں جا کے عوام کو کیا کہیں عوام کہتا ہے ہم آپ کو کامیاب کر کے بھیج دیا ہے۔ مگر یہاں قائدِ ایوان صاحب بیٹھے ہیں، minister finance صاحب بیٹھے ہیں۔ 2013ء کا earthquake ہوا تھا، 10 کروڑ آج تک وہ release نہیں ہوئے ہیں۔ وزیر داخلہ ضیاء لاگو صاحب بھی ایک دفعہ میرے ساتھ وعدہ کیا، انہوں نے move کر کے file کے پاس بھیجا۔ مگر جناب اسپیکر صاحب! بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میرے district میں ابھی تک مداخلت بند نہیں ہو رہا ہے قائدِ ایوان صاحب۔ یہ کیا وجہ ہے قائدِ ایوان صاحب آپ ایک کام کریں میں ابھی آپ سے کہہ رہا ہوں یہ ساری اسمبلی کے سامنے کہہ رہا ہوں میں ابھی resign دے دوں گا۔ ایک مہینے کے بعد آپ ایکشن کریں یہ واشک کے مظلوم عوام میرے ساتھ ہیں اللہ مجھے پھر کامیاب کر کے بھیجے گا۔ مجھے پتہ ہی نہیں ہے کہ آج میں نے منسٹر سردار صالح بھوتانی صاحب کے پاس گیا لوکل گورنمنٹ کا تاؤن اور district کے سات کروڑ آئے ہیں۔ ایک منسٹر آکے تجویز وہ دے رہا ہے۔ بتا رہا ہے وہ اور tender وی کر رہا ہے MPA میں ہوں۔ میں بالی پاس ہو رہا ہوں یہ کہاں کا انصاف ہے قائدِ ایوان صاحب، یہ کیوں اس طرح ظلم ہو رہا ہے؟ واشک کے عوام کے ساتھ، واشک کے عوام نے کیا ظلم کیا ہے؟ واشک کے لوگ محبت وطن ہیں۔ واشک پورا محبت وطن ہے۔ آج بھی پاکستان کے لیے قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ پیسمہ، ناگ، شنگل میں کیا کیا حالت ہوئی میرے پیسمہ، ناگ اور شنگل کے بندے شہید ہوئے ہیں۔ اس پاکستان کے لیے اُن کا حق نہیں کہ ہم اُن کو اسپتال دیں روڈیں۔ یہ حالت ہے میرے ساتھ، ایس پی محمود واشک میرے بھائیوں کے خلاف 10 دن کے بعد واشک میں ماشکل میں FIR کر رہا ہے یوں کہتا ہے CM FIR کی طرف call آئی ہوئی ہے۔ کہ MPA کے بھائیوں کو چار بھائی ساتھ ہیں سب کے خلاف FIR کٹی ہوئی ہے قائدِ ایوان صاحب میں نے کیا گناہ کیا ہوا ہے؟ میں سیاست کر رہا ہوں politics میرا حق ہے اگر مجھے جیل میں لے جانا چاہتے ہو قائدِ ایوان صاحب مہربانی کریں مجھے ابھی کہہ دیں میں اپنے آپ کو arrest کرواتا

ہوں۔ اس طرح تو نہیں ہے آپ میرے ساتھ ظلم کر رہے ہیں۔ کیا ہورہا ہے اس میں میں نے کیا گناہ کیا ہوا ہے۔ مسٹر محمد خان لہڑی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا میرا یہ education کا نظام تباہ ہے۔ آپ دو مینے مجھے اختیار دیدیں، واشک education کا انشاء اللہ میں آپ کو واشک کا education کا نظام انشاء اللہ فعال کر کے دوں گا۔ مگر دوں دفعہ اس کے گھر پر چل کے گیا ہوں کہتا ہے کہ میں بے بس ہوں، زابد صاحب نہیں ہوتا ہے۔ ارے کیا ہے، آپ بے بس ہو، کیا ہوا ہے بتائیں، بھی Health minister صاحب وہ بھی اسی طرح ہنستا ہے کہتا ہے میں بھی بے بس ہوں۔ ایک ہی ہے وہ ضیاء اللہ صاحب۔ اللہ اُس کو جزائے خیر دے۔ میری عزت بھی کرتا ہے کام ہورہا ہے واشک کے حوالے سے ابھی میں جناب اسپیکر صاحب! میں یہاں سے اُٹھ کے آئندہ کے اجلاس میں ادھر نیچے بیٹھوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Order in the House جی عبدالخالق ہزارہ صاحب۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (مشیر وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! مجھے اگر معلوم ہوتا تھا میرے انتہائی قبل قدر دوست زابد صاحب جو ہیں وہ walkout کرتے ہوئے، میں اپنا ٹائم نہیں دیتا تھا۔ بہر حال میں آپ کے ساتھ ہوں ہم سب آپ کے ساتھ ہیں آپ کیساتھ کوئی ناصافی نہیں ہو گی انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر! یہاں میں اپنے دوستوں کے سامنے کچھ باتیں رکھنا چاہتا ہوں۔ Rules of Procedure

and conduct of business کے حوالے سے بہت سارے سینار، کانفرنس ہوئی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اسکی جو ہے detail میں ہم پڑیں اُس پر عملدرآمد کریں تاکہ اپنے ہاؤس کو صحیح معنوں میں rational طریقے سے آگے بڑھا سکیں۔ یہ نہ ہو کہ میں ایجاد کر کے کوئی اور بات کروں۔ یہ نہ ہو کہ میں point of order پر کہوں اور کہیں اور پھر جاؤ۔ اسلئے میری گزارش ہے سب ساتھیوں سے کہ اگر ہم اس کو چلائیں تو بہتر ہو گا۔ آج انتہائی مجھے خوشی ہو رہی تھی مجھے معلوم ہوا تھا کہ کل اپوزیشن کے ساتھی جو ہیں وزیر اعلیٰ صاحب کیساتھ بیٹھے تھے آج بہت سارے مسائل کا حل نکل چکے اور راضی بھی ہو چکے ہیں۔ لیکن آج اپنے ساتھیوں کی تقاریر سے مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسا پتہ نہیں کل کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا ہے مزید بگڑ چکا ہے۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ہم اس ہاؤس کے اندر رہتے ہوئے جذباتی بھی ہو سکتے ہیں یقینی طور پر لیکن ایک دائرے میں رہتے ہوئے، مجھے معلوم نہیں ہے آغا صاحب نے ابھی مجھے کہا وہ میرے بزرگ بھی ہیں انہوں نے اس ہاؤس اس فلور پر کہا مجھے معلوم نہیں یہ لفظ جمہوری ہے یا پارلیمانی۔ انہوں نے کہا کہ بھیں کے آگے بین بجانا، مجھے معلوم نہیں کہ اُنکا کیا مطلب ہے؟ یہ جمہوری الفاظ تھے یا اس کو حذف کرنا چاہیے۔ بھیں کون ہے۔ کس کے آگے بین بجانا ہے۔ یہ

چیزیں جو ہے مطلب میری گزارش یہ ہے کہ کم از کم پارلیمنٹی روایات پارلیمنٹی زبان جمہوری زبان کو مد نظر رکھنا ہو گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب اپیکر! ساتھیوں نے پی ایس ڈی پی کے حوالے سے بات کی۔ ساتھیوں نے این ایف سی کے حوالے سے بات کی۔ یہاں سیاسی کارکنان کے خلاف مقدمات کے حوالے سے بھی بات ہے۔ جناب اپیکر! ابھی حال ہی میں عید کو جس طرح سے زیارت میں جو ڈنگر دی اور سفا کی ہوا اس میں پھر بھی ہماری misfortune رہی ہے ہمارے ہزارہ قوم کے misfortune رہی ہے کہ ہمارے youth جو فنا لرز تھے وہاں عید منانے کیلئے گئے مجھے اپنے honorable minister سے بھی گزارش ہے کہ وہ کھونج لگادیں۔ اس کو دیکھ لیں کہ کہیں پر کونسا گروہ invovle ہے۔ تو اس واقعے کامیں شدید الفاظ میں نہ مت بھی کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ پھر جو ہے ہمارے لوگوں پر کراچی سے آئے ہوئے مظلوم اور دوسرے سیاح تھے، ان کے ساتھ جو نا انصافی جس طرح سے ان کو جلا یا گیا جس طرح سے بم ڈی اس رکھا گیا تھا وہ آپ کے سامنے ہے۔ ہم اُس کی نہ مت بھی کرتے ہیں ہم خود جو ہیں وزیر سے یہی ریکووٹ کروں گا کہ ان کی depth پر جائیں اور ان کا کھونج لگادیں کہ وہ کون سا گروہ concerned ہے جو اس طرح کام کر رہا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ جناب اپیکر! ہم نے سابقہ کئی سالوں سے جس سفا کیت، جس وحشیت کا، جس بربریت کا مظاہرہ یہاں ہمارے لوگوں پر ہوا یہاں ہمارے لوگ جس بیدردی سے قتل ہوئے ہیں، ہمارے سیاسی کارکن سیاسی پارٹی نے بھی احتجاج کیا۔ یعنی اگر کوئی کے ریکارڈ میں دیکھا جائے آئی صاحب کو ایک زمانے میں ہم نے کہا تھا کہ آئی جی صاحب کا کسب سے زیادہ مردہ باد آپ لوگوں نے ہمارے ادارے کی کیا میں نے کہا ہمارا بس یہی ہے کہ بھتی یہ ہم نے مردہ باد بھی بولا ہے۔ ہم چوکوں پر بھی گئے ہیں۔ ہم نے ایک سیاسی کارکن کیسا تھا ایک ڈسپلن ہوتا ہے ایک ادارہ ہوتا ہے۔ اس ادارے کا دستور العمل ہوتا ہے۔ ہم نے کبھی بھی اپنے سیاسی کارکنوں سے یہیں کہا ہے کہ جا کے جلوا کریں، جا کر گھیراوا کریں، جا کے کسی کونقصان پہنچائیں، جا کے ایسے نفرے یا slogan دے دیں جس سے ہماری بنیاد کمزور ہو جائے۔ یعنی وہ نفرے جس سے جناب اپیکر! حال ہی میں ایک جگہ پر میری speech تھی کہ حال ہی میں اب دنیا نے اور فیصلہ کر لیا۔ دنیا میں اپنے جنگی جتنے ساز و سامان ہے اس کو کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور زیادہ تر ان کی کوشش یہ ہے کہ وہ دوسرے اپنے دشمن ممالک میں ان کے اندر war کیلئے کیا جائے۔ fifth generation war کا مطلب یہ ہے کہ وہ وہاں اپنے proxies کے ذریعے، اپنے ایجنٹوں کے ذریعے وہاں اس مملکت میں اس کی بنیادوں کو ٹھوکھلا کریں۔ وہاں کے اداروں کو ٹارگٹ کریں وہاں کے stable اداروں کو ٹارگٹ کریں۔ اب تو یہ وارثی جا رہی ہے آنے والوں سالوں میں fifth generation war کی طرف دنیا جا رہی ہے۔ لوگ اپنے ہمسایہ ممالک کے طرف جا رہے

ہیں۔ جو ہم fencing کر رہے ہیں کیا یہ ہمارے اداروں کو معلوم نہیں ہے؟ سیاسی کارکنوں کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ جا کے یہاں کے stable اداروں کو سب سے زیادہ کوشش یہ کریں کہ ان کو unstable کریں۔ یا ایسے شعار عملی یقظہ کو دے دیں ایسے نعرے ان کو دیدیں جس سے تینی طور ہمارے دشمن خوش ہونگے اور ہمارے اندر جو بے چینی ہے یا غیر یقینی صورت حال میں، اُس میں اضافہ ہو جائے۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ہم جب اپنے آپ کو سیاسی کارکن کہتے ہیں تو ہمارے سیاسی کارکن وہ ایک نظم کے تحت ڈسپلن کے تحت ایک قانون مقررہ کے تحت اُس کو آگے لے جانا چاہیے۔ اس طرح نہیں ہو گا کہ کبھی کوئی کارکن میرے پارٹی کا کوئی کارکن کبھی بھی ہم ان کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ جا کر کے ایسے نعرے لگائیں جس سے ہماری جو سب سے زیادہ organized, stabled functional ادارے ہیں ان کے خلاف ایسی بداعتمادی پیدا کیا جائے جس سے ہمارا نقصان ہو ہمارے اداروں کی نقصان ہو ہمارے مملکت کی نقصان ہو۔ بلکہ ہم سیاسی اداروں کو سیاسی کارکنوں کو وہ تربیت دینا چاہیے کہ ہم اپنے صوبے کو stable کرنا ہے۔ ہم نے اپنے ملک کو stable کرنا ہے۔ ہم نے اس شہر کو stable کرنا ہے۔ ہم نے تعصباً نفرت کرنا ہے۔ ہم نے نفرت سے نفرت کرنا ہے۔ ہم نے یہاں رواداری لانا ہے۔ ہم نے یہاں بھائی چارہ لانا ہے۔ ہم یہاں مذہبی برداشت اور قومی برداشت لانے ہیں۔ اسی میں آپ سب کی فلاح ہے باقی یہ ہے اگر کوئی سیاسی کارکن خداخواستہ ہمارے ساتھ بھی ہمارے اوپر 302 بھی کاٹا گیا۔ ہمیں مارا بھی گیا ہے۔ یعنی ہر قسم کی ایف آئی آر ہمارے اوپر بھی کافی گی لیکن ہم نے کبھی بھی اس slogan نہیں لگائے جس سے ہمارے اداروں کی بدنامی ہو گی یا ہمارے اداروں پر نقطہ چینی ہو گی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ عبدالخالق صاحب۔ جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح آج کا اجلاس اپوزیشن کے ریکوویزیشن پر پی ایس ڈی پی 19-2018ء اور 20-2019ء، این ایف سی ایوارڈ، سیاسی کارکنوں کے خلاف مقدمات، بی ڈی اے ملازمین اور کمیونٹی اسکولز اور اساتذہ کی عدم شناوائی۔ اس پر میرے دوستوں نے تفصیل سے بات کی۔ چونکہ اجلاس اپوزیشن کے ریکوویزیشن پر بلا یا گیا ہے، اس لئے میں اس ایوان میں جناب اسپیکر صاحب! کچھ بتیں ضرور کروں گا کہ جب موجودہ اسمبلی جولائی 2018ء کو وجود میں آئی۔ اور اس کے بعد یہاں حکومت بنی تو اُس دن سے لیکر آج تک اپوزیشن میں موجود ہمارے دوستوں نے بلوچستان کے جتنے مسئلے و مسائل اور مشکلات تھیں ہم نے کوشش کی کہ اسمبلی میں اس پر بحث کی جائے۔ اس اسمبلی میں ہم نے امن و امان پر بات کی۔ اس اسمبلی میں ہم نے پی ایس ڈی پی پر بھی بات کی، اس اسمبلی کے اندر ہم نے خشک سالی اور تقطیع سالی پر بھی بات کی، بھلی اور گیس کے

مسئلے اور مشکلات کے حوالے سے بھی بات کی۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم نے سیالاب کے متعلق بھی اس اسمبلی میں بات کی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جو ہے بلوچستان کے مختلف محکموں میں جتنے ملاز میں ہیں ان کے مسئلے، مسائل اور مشکلات پر بھی بات کی۔ اور آج جس طرح میرے دوستوں نے فرمایا کہ پی ایس ڈی پی 19-2018ء اور تی پی ایس ڈی پی اور نیا بجٹ جواب شاید اس مہینے کے یا اس ہفتے یا دوسرے ہفتے یہاں پیش ہونے جا رہا ہے۔ اپوزیشن کے جو خدشات تھے میرے خیال میں کھل کر میرے دوستوں نے اس پر اظہار کیا اور ہم نے بہت سارے موقع پر جناب اسپیکر صاحب! پی ایس ڈی پی پر اس اسمبلی میں تفصیل سے جو سابقہ جو 19-2018ء پی ایس ڈی پی کی بات کی، ہم اس وقت بھی کھلے دل کیسا تھا یہ کہتے رہے کہ خدا نخواستہ ہمیں اس حکومت سے اس کے خلاف کوئی ہماری محاذ آرائی نہیں ہے۔ ہم جو باتیں کرنا چاہتے ہیں وہ اس صوبے اور بلوچستان کے وسیع مفاد میں ہماری یہ باتیں ہیں۔ اور آپ نے دیکھا کہ اس مالی سال کے جب آخر ہونے کو جارہا تھا بڑی تیزی سے کچھ پیسے نکال دیے گئے اور عجلت میں اس کو جس طرح خرچ کیا گیا ان سب کا رزلٹ آپ کے سامنے ہے۔ اپوزیشن نے تو اسی وقت بھی اپنے ان خدشات کا اظہار کیا تھا وہ بڑی نیک نیتی کیسا تھا۔ اور آپ نے دیکھا کہ آج یہ مالی سال اپنے اختتام کو پہنچا ہے۔ اور آنے والا جو پی ایس ڈی پی بننے جا رہا ہے۔ اس میں بھی میرے خیال میں ہم نے بہت کوشش کی، کہ چونکہ بلوچستان ہم سب کا صوبہ ہے ہم سب کا گھر یہاں، ہم سب بتتے ہیں اس کے مسئلے مسائل مشکلات، ہم سب کے ہیں اور اگر بلوچستان کے کسی کو نے میں ترقی ہے۔ اور کسی دوسرے کو نے میں پینے کا صاف پانی لوگوں کو میسر نہیں ہے۔ تو وہ بلوچستان کے مفاد میں نہیں ہے۔ اور ہم نے کوشش کی ہے کہ اگر بلوچستان کا پی ایس ڈی پی بننے جائے، بلوچستان میں کہیں پر پیسے خرچ ہونے جائیں تو کم از کم وہ وسائل اس علاقے کی مشکلات کو دیکھ کر خرچ کرنا چاہیے۔ بلوچستان کے آج بھی بہت سارے ایسے علاقے ہیں جس طرح میرے دوست حاجی زادہ علی بار بار اس اسمبلی میں اٹھ کر کھڑا ہوتا ہے، اپنی مسائل اور مشکلات کا اظہار کرتا ہے۔ احتجاج کرتا ہے۔ اُس کو یقین دہانی تو کرائی جاتی ہے لیکن اس کے بعد پھر واپس دوبارہ وہ مسئلے وہ مشکلات دوبارہ سراٹھاتے ہیں۔ اور اپوزیشن اس پر احتجاج جاری رکھتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم نے آج بھی کہا ہے جس طرح یہ جو آنے والی پی ایس ڈی پی بننے جا رہی ہے اس میں بلوچستان کے ان علاقوں کو زیادہ فوکس کیا جائے جہاں غربت کا اثر زیادہ ہے جہاں پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ جہاں بچلی اور تعلیم کی سہولیات میسر نہیں ہیں۔ جہاں صحت کی سہولیات میسر نہیں۔ ہماری تقسیم جو ہے بلوچستان کے ان حالات کو دیکھ کر جو ہے اسی طرح ترتیب دی جائے ناں کہ وہ ہمارے کسی اراکین اسمبلی کی فرماں ش پر کہ وہ حکومتی ارکان سے اس کا چاہے تعلق ہو وہ کس علاقے سے تعلق رکھتا ہے اس کی وزارت چھوٹی ہے یا بڑی، خزانہ اس

کے پاس ہے یا پی اینڈ ڈی اس کے پاس ہے۔ اس کو اس سے قطع نظر جو ہے بلوچستان کی اس پسمندگی کو دیکھ کر جو وہاں فنڈ allocate کیا جائے۔ اور وہاں فنڈ خرچ کیا جائے اور ہم اپوزیشن بار بار جناب اپسیکر صاحب! اپنے خدمات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے حقوق مداخلت ہو رہی ہے۔ ہمارے حقوق میں وہ لوگ جو گزشتہ ایکشن میں ہارے ہوئے ہیں ہمارے حکمران پارٹی سے ان کا تعلق ہے ابھی بھی ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب سے ان خدمات کا اظہار کیا کہ اگر ہمارے حقوق میں وہ مداخلت جاری رہی پھر اپوزیشن سے کم از کم آپ یہ موقع نا رکھیں خدارا! جس طرح دوست آج اس اسمبلی میں زمین پر بیٹھ کر احتجاج کرتے ہیں اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ ہم بار بار چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی اس اسمبلی کے elected نمائندہ سمجھا جائے۔ ہم بھی اس بلوچستان کے عوام کے نمائندے ہیں ہم بھی اپنے علاقے سے آئے ہوئے اپنے لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اگر آج اپوزیشن نے کل حکومت کی طرف سے جو ایک کمیٹی ہمارے ساتھ انہوں نے مذکرات لیئے اس میں بھی سب سے بڑا خدا شہ ہمارا یہی تھا کہ ہمارے حقوق میں دوبارہ بھی یہ مداخلت ہوگی۔ آج نواب صاحب ابھی شاید اس وقت اس ایوان میں موجود نہیں ہیں، ان کو بھی اپنے حلقات کے حوالے سے بہت سارے خدمات کا اظہار ہے کہ unelected لوگ جو بھی گزشتہ ایکشن میں ہارے ہوئے ہیں ان کو جو ہے موجودہ حکومت نوازنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تو ہم آج دوبارہ چونکہ قائد ایوان اس اسمبلی میں بیٹھا ہوا ہے اگر وہ چاہتا ہے کہ اس بلوچستان، بلوچستان ہم سب کا ہے، کہ یہ بلوچستان کی پسمندگی ڈور ہو، بلوچستان ترقی کرے۔ بلوچستان کے لوگ خوشحال ہوں۔ ہم یہاں بیٹھ کر مرکز کے متعلق توباتیں کرتے ہیں کہ مرکز سے ہمیں کچھ فنڈ نہیں ملتے ہیں۔ مرکز جو ہے برابری کی بنیاد پر بلوچستان سے وہ سلوک نہیں کرتا۔ آج ہماری پسمندگی کی وجہ مرکز ہے۔ جب مرکز سے کچھ ہمیں مل جاتا ہے پھر اس کی تقسیم میں پھر ہم اپنے علاقوں کو اور خصوصاً وہ نمائندے چونکہ میرا تعلق کوئی نہ ہے۔ خالق ہزارہ میرے دوست ہیں وزیر بھی ہیں۔ جناب اپسیکر صاحب! میرا تعلق ہے وہ بھی اسی کوئی نہ سے اس کا تعلق ہے وہ اٹھ کر ایوان میں کہتا ہے کہ میرے علاقے میں اسکوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یعنی اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کے علاقے میں اتنے اسکوں ہیں کہ آج اس کو اس چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یہ بھی قوی امید ہے کہ اس کے علاقے میں شاید بجلی کا بھی مسئلہ نہ ہو۔ میرے خیال میں اس کے علاقے میں شاید گیس اور پانی کا بھی کوئی مسئلہ نہ ہو۔ لیکن میں بھی اسی کوئی نہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور جس علاقے سے میرا تعلق ہے سریا ب سے، تو یہ تمام مسائل کوئی نہ کہتا ہے کہ اندر رہتے ہوئے بھی میرے حقوق میں ہیں۔ آج بھی میرے علاقے میں اگر کوئی شہر میں بجلی بیس، بائیس لگھنے ہے تو سریا ب میں نو گھنے بجلی ملتی ہے۔ آج اگر یہاں کوئی نہ ہے۔ میں گیس کا پریشر و افر مقدار میں بھی ہو سریا ب کے بہت سارے ایسے گاؤں ہیں جہاں گیس نہیں ہے۔ آج میرے

حلقے پی بی 32 میں میرے خیال میں صرف وہاں دو ہائی اسکول ہیں ایک گرلز کالج ہے اور ایک بوانز کالج ہے۔ آج ہائی سینڈری ایجوکیشن یہ کہتا ہے کہ کوئی شہر میں مزید اسکول اور کالج بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں میرے حلقے میں دس کالج بنانے کی ضرورت ہے۔ میرے حلقے میں دس اسکول بنانے کی ضرورت ہے۔ میرے حلقے میں بیس ٹیوب ویل لگانے کی ضرورت ہے۔ میری ضروریات ابھی تک پوری نہیں ہوئی ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ جب تک وہ برابری کی بنیاد پر ان چیزوں کو، ہم ہاؤس کا وہ نہیں کریں گے جناب اسپیکر صاحب! اس وقت تک پھر یہ ^{تفصیلی} رہے گی اس وقت تک ہماری شکایت رہے گی۔ اس وقت تک ہمارے مسئلے اور مشکلات رہیں گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپوزیشن اور حکومت دونوں ایک ہی گاڑی کے دو پیسے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں لیکن برابری کی بنیاد پر۔ بلوچستان کے مسائل کو منظر رکھ کر جو ہے جہاں بلوچستان کو ضرورت ہے اگر کہیں پر پانی کی ضرورت ہے آپ دیکھیں جناب اسپیکر صاحب کہ بلوچستان کے بہت سارے ایسے علاقے ہیں جہاں انسان اور جانوراں کھٹے ایک ہی جوہر سے پانی پیتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ جہاں شہر سے لوگ جو ہے تین سو کلومیٹر پیدل چل کر آتے ہیں وہاں بھاگ میں ایک ہی جوہر پر جو پینے والا پانی ہے وہ ہمارے چیف جسٹس آف پاکستان کو نظر آتا ہے۔ اور اس پر سموٹونوس لیتا ہے کہ اس کا نوٹس لیا جائے یہ تو بلوچستان کے بہت سارے ایسے علاقے بہت سارے ایسے کونے ہیں جہاں انسان اور جانور ایک ہی جوہر سے پانی پیتے ہیں، بہت سارے ایسے علاقے بھی ہیں بلوچستان میں جہاں دس کلومیٹر بیس بیس کلومیٹر سے گدھوں، گھوڑوں اور دوسرے جانوروں پر پینے کے لئے پانی لایا جاتا ہے۔ ان کے مسائل اور مشکلات جو ہے اس حد تک ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے بحث کا بہت سارا حصہ ان علاقوں پر focus ہونا چاہے یہاں زراعت کے حوالے سے جناب اسپیکر صاحب! میں بات کروں گا۔

(اس مرحلہ میں اجلاس کی صدارت جناب عبدالقدیر نائل، چیئرمین نے کی)

جناب چیئرمین: مختصر کر لیں ملک صاحب تھوڑی سی۔

ملک نصیر احمد شاہواني: جی جناب اسپیکر صاحب یا اپوزیشن کی ریکوویشن پر بلا یا گیا اور میں اپنی پارٹی کا پاریمانی لیڈر ہوں میرے خیال میں میں نے چار، پانچ منٹ بات کی ہے اگر rule میں دیکھیں تو پندرہ میں منٹ میں بات کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی بات کر لیں آپ۔

ملک نصیر احمد شاہواني: مختصر اس لئے نہیں کہ یہ ہمارا بلا گیا اجلاس ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس میں ہم کھل کر اپنا اظہار خیال کریں اور آپ نوٹ کریں۔ اور خاص کر قائد ایوان سے میں یہی گزارش کرتا ہوں کہ جب بھی وہ اس اسمبلی

میں تشریف لاتا ہے تو اس کے سامنے وہی نمائندے ہوتے ہیں جو ادھر کا بینہ میں ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یا وزیر اعلیٰ کے ساتھ میں ادھر اگر وہ اپنے مسائل اور مشکلات چھوڑ کر صرف وزیر اعلیٰ کو ہماری باتیں سننے کا موقع دیں تو کم از کم ہم چاہیں گے کہ اس کے سامنے والی سیٹ پر کوئی کسی کی اگر نشست ہے ضرور اپنی نشست پر بیٹھے۔ اگر کسی کی نہیں ہے تو پھر وہ خالی رہنے دیں تاکہ وزیر اعلیٰ ہماری بات سین۔ کیونکہ ہم زور، زور سے اس لئے چلا کر باتیں کرتے ہیں کہ ہم قائد ایوان کو سنا ناچاہتے ہیں اس صوبے کے عوام کے جو مسائل ہیں ان کو نوٹ کرنا چاہیے اور پھر ہماری کا بینہ کے دوست، ہمارے معزز زار کیں جو ہیں وزیر اعلیٰ ہاؤس میں جا کر اپنے مسائل اور مشکلات ضرور وہاں بیان کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح یویز کے بارے میں بھی ہم نے یہاں بہت بڑی کھل کر اس وقت اظہار کیا تھا کہ یویز کو جو ہے پولیس میں ضم کرنے جا رہے ہیں تو اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب نے اسی فلور پر جو ہے اس پر بڑی اچھی باتیں کیں کہ یویز کو جو ہے ہم جدید خطوط پر استوار کرنے جا رہے ہیں۔ اور اس کی ٹریننگ بھی کرائیں گے اور اس کو جو ہے انشاء اللہ بہتر اس کی کار کردگی ہے اس کو بہتر بنائیں گے لیکن بد قسمتی سے۔ دنیش اگر آپ چھوڑ دیں پانچ منٹ کے لئے آپ ہمیشہ اس کی بغل میں ہوتے ہیں میں نے جب اسمبلی کے فلور پر بھی یہی گزارش کی ہے کہ اس کی سیٹ سامنے والا خالی رہے تو کم از کم یہ ہے کہ اگر کسی کی ہے تو ضرور بیٹھیں۔ نہیں تو دوران اسمبلی کے اجلاس کی وہ سیٹ کو جو ہے خالی رہنے دیں۔ تو جناب اسپیکر صاحب! میں یہی گزارش کروں گا خصوصاً قائد ایوان سے کہ بلوچستان ہم سب کا ہے۔ اور یہ ہمارا مشترکہ گھر ہے۔ جب ہم اٹھ کر کہتے ہیں کہ سابقہ دور میں یہ ہوتا رہا ہے۔ تو اگر موجودہ دور میں بھی یہی ہوتا جائیگا پھر آنے والا دور جو ہے پھر ہم سابقہ کہہ کر کے یہی کہے گا کہ سابقہ دور میں یہی ہوتا رہا ہے۔ کچھ اچھی چیزیں کچھ اچھی روایات اگر ہم چھوڑنے گے تو آنے والی جو اسمبلی ہو گی پھر وہ تمیں کہے گی کہ سابقہ دور میں اس قسم کے اچھے اقدام بھی ہوئے۔ جس طرح سردار صاحب بار بار اٹھ کر پہلے تو کہتا تھا کہ قوم پرستوں کے دور میں پھر ہم نے ان سے کہا کہ سردار صاحب ہم بھی قوم پرست ہیں پچھلے دو حکومت میں ہم ساتھ نہیں تھے تو آپ کہیں کہ پچھلے دور حکومت میں۔ بار بار وہ اسکا اظہار کرتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس لئے جناب قائد ایوان صاحب ہم یویز کے بارے میں جو یویز فورس پر، وہ اب یہی ہوا کہ اس کے تین اضلاع، قائد ایوان صاحب وہ کوئی گوادر اور بیلہ ہے اس کو میرے خیال میں آپ نے باقاعدہ طور پر پولیس میں ضم کر دی ہے۔ اور میرے خیال میں جہاں تک اسد بلوچ نے یہ بات کی کہ وہ ہماری اسمبلی کا ایک معزز رکن ہے اور یہ اس کا استحقاق ہے کہ اگر جہاں بھی اپنے علاقے میں جانا چاہتا ہے اگر اس کو وہاں سیکورٹی کا مسئلہ ہے۔ چونکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ وہ اس حکومت کا حصہ ہے اور یہ بات اپنی کا بینہ میں بھی کہیں، شاید اس کے لیے مشکلات ہیں وہ اسمبلی میں اٹھ کر کہتا ہے تو ہم بھی اس کی اس بات کی حمایت کرتے ہیں

کہ کم از کم ان کی سیکورٹی کا مسئلہ کے ساتھ ساتھ جو ہمارے معزز ارکین ہیں ممبر ان اسمبلی ہیں ان کی سیکورٹی کا بھی جائزہ خیال رکھا جائے۔ جی امن وامان کے بارے میں میرے خیال میں میرے دوستوں نے طویل بات کی اور آخر میں انہی الفاظ کے ساتھ کہ آنے والے بجٹ میں جس طرح ہم نے اپنے خدشات کا انہما کیا کہ ہمارے حلقوں میں جس طرح دوستوں نے ہمیں تسلی دی کہ آپ کے حلقوں میں مداخلت نہیں ہوگی۔ غیر منصب ارکان کی وہاں اسکیمیں نہیں ہوگی۔ ان کی وہاں تجویز نہیں ہوگی۔ انہی الفاظ کے ساتھ کہ وہ اپنی ان باتوں کو وعدہ و فاکر یہ نہیں اور انشاء اللہ آنے والے بلوچستان کا جو بجٹ ہوگا اس میں وہ ایک عوامی بجٹ ہوگا۔ اور بلوچستان کی پہماندگی اور بلوچستان کے جن علاقوں میں جو مشکلات ہیں ان کو مد نظر رکھ کر بنایا جائیگا، بہت مہربانی شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ جی احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میں دونوں معزز ارکین کا تہہ دل سے مشکور ہوں انہوں نے میری شاید seniority کا احترام رکھا ان کا مشکور ہوں۔ جناب چیئرمین! میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا، سردار کھیڑان صاحب نے جو اپنی speech میں کچھ چیزوں کی نشاندہی کی۔ میں ان کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ اور اس حوالے سے کھیڑان صاحب نے جو سابقہ یہاں بلوچستان میں آئی جی تھے مشتاق سکھیر اصحاب، اس حوالے سے میں چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔ اُس وقت جب کچھی حکومت تھی تو ایک unelected bndہ جو کہ ایم پی اے نہیں تھا، اُس سے میں الیشن جیتا ہوا تھا۔ یہاں چیف منسٹر تھا۔ اُنکی treasury کے اندر روٹ رکھے ہوئے تھے شاید ان کو خدشہ تھا کہ روٹ خراب کئے گئے ہیں یا وہ روٹ خراب کرنا چاہتا تھا۔ treasury کے دو سب اکاؤنٹنٹ انہوں ڈسٹرکٹ کچھ سے بلاۓ تھے کوئی نہیں کر پش کے through۔ پھر یہاں ایس پی کو تھج کے جو بھی وہ ایسی کر پش کے آفس سے نکلے ہیں، تو ان دونوں کو ایس پی نے اٹھایا اور عسیں بجا میں جا کے رکھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اُس دن میں خود کوئی میں موجود تھا۔ جب مجھے بتایا گیا کہ آپ کے یہ بندے اٹھائے گئے ہیں وہ میرے ووڑز تھے سپورٹرز تھے۔ جب ان کو اٹھایا گیا۔ تو میں نے جا کے پوچھا ادھرا دھر کسی نے کوئی ریکارڈ نہیں کہ کہاں گئے ہیں، بہر حال میں نے جا کے پر لیں کافرنس کی چیف منسٹر کے خلاف۔ اُس وقت کے آئی جی کے خلاف۔ اور اسکے بعد میں نے جا کے یہ جو تھانہ ہے ہدہ جیل کے پیچے اُس میں خود گیا اپنی پارٹی کے دوستوں کے ساتھ کہ میں چیف منسٹر کے خلاف اور آئی جی کے خلاف ایف آئی آرکھوں ادا چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ، وہ آفرین ہے اُس ایس ایچ او کو، انہوں نے کافی عزت کی۔ انہوں نے کہا شاہ صاحب! یہ میرا area نہیں ہے یہ سیکرٹریٹ تھانے کا area ہے میں وہاں سے اٹھا سیکرٹریٹ تھانے آگیا وہاں شاہوں کوئی ایس ایچ او صاحب تھے۔ وہ مجھے دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ کہتا ہے آپ آئی جی

کے خلاف اور چیف منٹر کے خلاف۔ میں نے کہا جی ہاں۔ میں آئی جی اور چیف منٹر دونوں کے خلاف ایف آئی آر لکھوانا چاہتا ہوں ان بندوں کی گم شدگی کا۔ اُس نے وہیں سے ٹیلیفون کیا اور ہڈا در۔ مجھے بھائے رکھا چائے پلانی۔ اور اُس کے بعد اس نے جس انداز میں معدرت کی میرے ساتھ، میں نے کہا ٹھیک ہے آپ کا اس میں قصور نہیں ہے آپ کی بھی نوکری ہے۔ دوسرے دن میں A-22 کے تحت عدالت جانا تھا کہ عدالت سے کہوں کہ جی میری ایف آئی آر پولیس نہیں لے رہی ہے۔ تو مشتاق سکھیر اصحاب نے کیا کیا کہ رات ہی رات میں ان بندوں کو کوئئے سے نکال کر کچھ بھیج دیا۔ اور شوکیا کاغذوں میں کہ ان کو کچھ سے گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ یہی مشتاق سکھیر اجس کی سردار صاحب نے بات کی اُس میں کیا کہتے ہیں کہ میں اس کا ڈسَا ہوا ہوں کہ اُس نے اُس وقت کے چیف منٹر کے کہنے پر بلوچستان میں کیا کیا گل کھلانے۔ اور یہی مشتاق سکھیر اب ہے جس نے لاہور میں 17 لاشیں گرا کیں۔ جن میں خواتین اور حاملہ خواتین بھی تھیں تو جناب والا! اللہ اگر یہ بات چونکہ سکھیر اکو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں پولیس کے نام پر وہ بڑا درہ بہ تھا الحمد للہ وہ ابھی شاید ریٹائر ہو گئے ہوں گے۔ لیکن وہ واقعی پولیس کے بھیس میں ایک بھیڑیا تھا۔ بڑی مہربانی جناب اپیکر! یہ میں گر ارش کرنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی اختر لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بہت شکریہ جناب اپیکر۔ جناب اپیکر! آج کا جو موضوع ہے ہمارا۔ پی ایس ڈی پی اور این ایف سی، سیاسی کارکنوں کی گرفتاری اور ان کے خلاف مقدمات ہیں۔ اور بی ڈی اے کے ملازمین کے حوالے سے۔ میں شروع آخری اجنبذے سے کروں گا بی ڈی اے سے۔ جناب والا! اس فلور پر اس سے پہلے بھی میں اٹھا تھا میں نے یہ گزارشات رکھی تھیں کہ اگر ہم اس august ہاؤس کو اس مقدس فلور کو، اس کے فیصلوں کو اہمیت نہیں دیتے اس کا مطلب ہے ہم آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس فلور کو یہ اختیار ہے کہ وہ آئین میں بھی amendments کر سکتے ہیں، ہم اپنے روزہ میں بھی amendments کر سکتے ہیں لیکن افسوس کہ ہماری جو یور و کریسی کی چند بابو ہیں وہ اس فلور کے فیصلوں کو بھی وہ اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ جناب والا! بی ڈی اے کے ملازمین کے حوالے سے کچھلی اسمبلی نے اسی فلور پر ایک قرارداد پاس کی۔ کیبینٹ میں وہ معاملہ گیا کیبینٹ کا clear cut فیصلہ آچکا ہے کیبینٹ اس فیصلے کو ایک بابو نے روکا ہوا ہے۔ اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے اب مزید اس پر کمیٹیاں جو ناں اس کو الجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے اوپر clear-cut فیصلہ آچکا ہے اس کے اوپر فوراً اس پر صرف implementation درکار ہے اور میری قائد ایوان صاحب سے بھی یہ ریکوئیٹ ہے کہ اس ہاؤس کے فیصلوں کو چاہے وہ جس دور میں بھی ہوئے ہیں اس ہاؤس کے تقدس کو اس کے فیصلوں کو ملحوظ

خاطر رکھتے اس ہاؤس کی عزت اور اس ہاؤس کے تقدیس کی خاطر بیڈی اے کے ملازمین کے حوالے سے جو فیصلے اس میں ہوئے تھے ان پر فوراً implementation ہونا چاہیے۔ دوسرا جناب والا! سیاسی کارکنوں اور پی ایس ڈی پی کے حوالے سے میں بات کروں گا۔ ہم نے جب اگست میں یہ ہاؤس فورم ہوا تھا۔ ستمبر کے مہینے سے ہم نے 19-2018ء کی ایس ڈی پی کے حوالے سے اس ہاؤس میں بار بار open discussion کی اس ہاؤس میں ہم نے بار بار ان تمام کمزوریوں، کوتا ہیوں کی نشاندہی کی۔ ان تمام چیزوں کو ہم نے highlight کرنے کی کوشش کی۔ میں پورے بلوچستان کی بات نہیں میں اپنے اس capital کے حوالے سے بات کروں گا کہ یہاں اس کوئی شہر میں جو کہ ہمارا capital ہے۔ ہم نے اربوں روپے پی ایس ڈی پی کی لپیس کرنے کے بعد ابھی تک ہم اپنے اس capital کو پہنچنے کا پانی تک نہیں دے سکے۔ ان ٹیوب ویلوں کی حوالے سے ہم نے اسی ہاؤس میں میں نے اور نصراللہ زیرے نے معاملات اٹھائے تھے کہ کوئی 250 یا 200 کے قریب ٹیوب ویل جو پی ایس ڈی پی کی کلکی کی ہیں وہ بند پڑے ہوئے ہیں۔ عارف جان محمد حسنی میرے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت یہ منسٹر فارفناں تھے۔ قائد ایوان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان دونوں نے ہمیں فلور پریقین دہانی کروائی کہ ہم وسا کے وہ پیسے ریلیز کر کے وہ تمام ٹیوب ویل جو ہیں وہ operational کر دیں گے۔ نہ وہ پیسے ریلیز ہوئے نہ وہ ٹیوب ویل operational ہوئے۔ اور وہ تمام کے تمام پیسے جو ہیں وہ لپیس ہو گئے۔ ہمارا financial year ہے وہ ضائع ہو گیا۔ میرے حلقوں کے علاوہ 100 million کا پی ایچ ای کی ایکیم تھی و اٹر سپلائی اسکیموں کی حوالے سے ان میں سے ایک پیسے کا کوئی کام نہیں ہوا۔ آج اس گرمی میں جو ہمارے کوئی شہر کے لوگ میں دور داراز کی بات نہیں کر رہا سکے حوالے سے لوگ جو ہیں وہ پینے کے پانی کے لیے وہ بلدار ہے ہیں۔ اور 60% اس وقت بھی ہم نے ٹینکر مافیا کے رحم و کرم پر چھوڑا ہوا ہے لیکن وہ پیسے سارے لپیس ہو گئے ہم نے ایک پیسے کا کام اپنے اس پی ایس ڈی پی سے 2018-19ء کے نہیں کر سکے جب ہم ان تمام چیزوں کو highlight کرتے ہیں انکے اوپر debate کرتے ہیں تو قائد ایوان صاحب تنخواہ پر ملازم رکھ کر اپوزیشن کے دوستوں پر کمیشن اور کرپشن کے الزامات گلواتے ہیں، جو ہمارا استحقاق مجرور کرتا ہے۔ ہم قریب آنے والے اجلاس میں ہم ایک تحریک استحقاق بھی اس حوالے سے اسمبلی میں لارہے ہیں۔ جو جام صاحب نے جواباً وہ کیا کہتے ہیں اُسکی ترجمان spokesman وہ رکھا ہے۔ اور وہ جو ہے پر لیس کانفرنس کر کے یہ کہتا ہے کہ جی پچھلی پی ایس ڈی پی پر اپوزیشن اس لیے شور کرتی ہے کہ وہ وہ اپوزیشن کو پچھلے لوگوں نے کمیشن کا لائچ دیا ہے۔ ہم اگلے اجلاس میں تحریک استحقاق لارہے ہیں۔ اُس پر کمیٹی بنے۔ یادہ محترم ہم پر کمیشن مانگنے کا الزام ثابت کر دیں۔ یا پھر ہم اُس پر ایف آئی آر کی روکوئست کریں گے قائد ایوان

سے۔ پھر ہم ان کو بھجوائیں گے، ہم ان سے حساب لیں گے کہ ان 24 معزز اراکین پر آپ کس حیثیت سے 4 روپے کی تنویر کو حلال کرنے کے لیے آپ ہم پر کرپشن اور کمیشن کے الزامات لگاتے ہیں۔ تو جناب والا! میں اپنے بھائی عبدالخالق کی بات کو سینڈ کروں گا کہ اگر ہم ان چیزوں کو highlight کریں، ہم ان معاملات کو بلوچستان کے ان issues میں ان کو debate کریں۔ عبدالخالق بھائی نے اچھی بات کی۔ میں ان کو *endorse* بھی کروں گا میں اس کی تائید بھی کروں گا۔ اور ساتھ میں میں اس کو تھوڑا سا آگے لے کر بھی جاؤں گا کہ اسمبلی کے اپنے rules of business موجود ہیں۔ اسمبلی کا اپنا ایک دستور ہے۔ اسمبلی کے اپنے روایات ہیں۔ لیکن عبدالخالق بھائی سے میں آپ کے توسط سے انکو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ تمام چیزیں depend کرتی ہیں ہمارے رویوں کے اوپر۔ اگر ہمارے رویے بہتر ہوں تو اس اسمبلی کا ماحول ٹھیک رہے گا۔ یہ اسمبلی اپنے rules of business کے تحت چلے گی اگر ہمارے رویے یہ ہوئے اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ کی میں عبدالخالق بھائی سے میں شروع کرتا ہوں کہ کروڑوں روپوں کے اسپورٹس کے سامان اور کیش جو کہ ہو players میں تقسیم کیے گئے عبدالخالق بھائی اس فلور پر ہمیں بتا دیں کہ اپنی constituency کے علاوہ انہوں نے کس کو دی؟

مشیر وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: آپ سوال لائیں۔

میر اختر حسین لانگو: سوال کو لیکر کرنا ہے میرے پاس لست موجود ہے۔

مشیر وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: آپ سوال لائیں آپ سوال لائیں آپ کو۔

میر اختر حسین لانگو: عبدالخالق بھائی میں سوال بھی لاوں گا اس کو میں پی ایس ڈی پی پر بھی لے جاؤں گا۔

مشیر وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: انشاء اللہ تعالیٰ آپ خود appreciate کریں گے میں تعصی آدمی نہیں ہوں۔

میر اختر حسین لانگو: جناب والا! 250 کے قریب ٹیمیں رجسٹرڈ ہیں۔ کلی عالمو، کلی شابو، ہدہ، دیبہ، ترخہ، سریاب، وحدت کالونی، پشین، چلاک، نواں کلی، پشتون آباد، بازار، سٹی ایریا جان محمد روڈ کی ٹیموں کا ایک کا نام مجھے بتا دیں جس کو عبدالخالق بھائی نے وردی دی ہو یا اس کو جو players international میں ہیں ہمارے ہدہ میں اس وقت بھی قبائل کے کوئی دس players international میں سے کس کو عبدالخالق بھائی نے 100 روپے کا وہ سرخ نوٹ بھی دیکھایا جب کہ مری آباد کے players international کا میں نام بھی بتا سکتا ہوں کسی کو دو لاکھ روپے سے نواز گیا۔ کسی کو پانچ لاکھ روپے سے نواز گیا کسی کو تین لاکھ روپے سے نواز گیا۔ کسی کو چار لاکھ روپے سے نواز گیا۔ یہ تمام لسٹیں میرے پاس موجود ہیں جناب والا۔

مشیر وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: آپ اچندے سے ہٹ کربات کر رہے ہیں۔

میر اختر حسین لاغو: نہیں نہیں ایجاد کے سے نہیں میں۔

مشیر وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: آپ ایجاد کے پر بات کریں۔

جناب چیئرمین: order in the House

میر اختر حسین لاغو: یہ مسائل ہیں جناب والا۔ ایجاد کے کو آپ پہلے سمجھ کر پھر اٹھائیں۔

مشیر وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: اسپورٹس کا ابھی روز آف بنس تو نہیں کہہ رہا ہے خدا کے واسطے سمجھا کرو خود مجھے سیکنڈ کر رہا ہے اور خود کہہ رہا ہے۔

میر اختر حسین لاغو: میں نے اسی لیے کہا تھا کہ کہ جس روز آف بنس کی عبدالخالق کہہ رہا ہے کہ سوال لا گئیں۔ وہ depend کرتا ہے ہمارے رویوں پر۔

مشیر وزیر اعلیٰ کھیل و ثقافت: سوال لا گئیں سوال لا گئیں۔

میر اختر حسین لاغو: اگر اس اسمبلی کے ماحول کو ٹھیک رکھنا ہے تو اپنی حکمرانی کے رویوں کو ٹھیک کریں۔ منشہ ہیاتھ کچھ دیر پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ کسی بچے کو ہمارے کلی اسماعیل میں کتنے کاٹا تھا جناب اپنیکر آپ کے توسط سے میں قائد ایوان سے ---

جناب چیئرمین: آپ point پر آجائیں اختر لاغو صاحب۔

میر اختر حسین لاغو: میں point پر ہوں جناب والا۔

جناب چیئرمین: آپ پی ایس ڈی پی یا سیاسی کارکنوں کے خلاف۔

میر اختر حسین لاغو: میں وہی پی ایس ڈی پی کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی پی ایس ڈی پی۔

میر اختر حسین لاغو: میں وہی بات کر رہا ہوں ہمارے حلقوں کے مسائل ہیں میں ان کی بات رہا ہوں۔ پی ایس ڈی پی کیسا تھے related چیزیں ہیں جناب والا! اب میں رویے کیسے اپنے ٹھیک رکھیں کچھ دن پہلے ہمارے کلی اسماعیل میں ایک بچے کو 9-8 سال کتے نے کاٹا۔ میں گیا ہا سپل انجشن ان کے پاس نہیں تھا میں نے خود بحثیت ایم پی اے کے علاقے کے منتخب نمائندے کے ایم ایس کوفون کیا ان کے پاس کتے کے کامنے کا انجشن نہیں ہے سول ہسپتال میں۔ ایم ایس گواہ ہے آپ کا منشہ ہیاتھ یہاں بیٹھ ہوا ہے میں نے ان کوفون کیا کہ جناب والا آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں کتے کے کامنے کا انجشن available ہیں تو جناب والا انہوں نے مجھے یقین دہانی کرائی کہ میں میں بات کر کے آپ کو reply دے رہا ہوں آج اس فور پر کھڑے ہیں ان کا reply میرے پاس نہیں آیا ہے

-اسی طرح اس پی ایس ڈی پی جو 19-2018ء جس پر ہم لوگ رور ہے ہیں 20-19 کا بھی وہی حشر ہونے جا رہا ہے کل کچھ دوستوں نے طے کیا تھا اس کے حوالے سے اگر میں ٹریشی پنچر کو، کہ جتنی اسکیمیں انہوں نے اپوزیشن سے مانگی ہیں اگر میں وہ بتاؤں پھر آپ لوگ طرز حکمرانی کے رویوں اور اس اسمبلی کے ماحول کے بار بار خراب ہونے کا جو عبدالحالق بھائی گلہ کر رہا ہے یہ تمام چیزیں واضح ہو جائیں گی اور پتہ چل جائے گا کہ اسمبلی کا ماحول کس طرف سے خراب ہو رہا ہے ناصافی کی ایک حد ہوتی ہے ظلم کے ساتھ شاید لوگ گزارہ کر لیں۔ بے انصافی کے ساتھ ریاستیں نہیں چلا کرتی جناب والا۔

جناب چیئرمین: اذان ہو رہی ہے۔

میر اختر حسین لانگو: اللہ حافظ۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)

جناب چیئرمین: جی دمڑ صاحب۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر پیک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا): نہیں ذرا ہمیں سن لیں بعد میں پانچ دس منٹ کے بعد سردار صاحب آپ کو کیا جلدی ہے؟

سردار عبدالرحمن کھمیران (وزیر خوارک و بہبود آبادی): جناب چیئرمین نماز کا وقہ بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: دمڑ صاحب! آپ continue رکھیں۔

وزیر پیک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: جناب اپنے کریکر صاحب! آپ کی اجازت سے۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: جناب اپنے کریکر نماز کا نامہ ہے۔

وزیر پیک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: سردار صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! آپ جا کر نماز پڑھیں۔

وزیر پیک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: آپ جائیں آپ کے لیے وقہ ہے۔

جناب چیئرمین: آپ جا کر نماز پڑھ لیں۔

وزیر پیک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: سردار صاحب نکل جائیں یا بیٹھیں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: سر جماعت ہو رہی ہے۔

وزیر پیک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: بیٹھیں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: بھائی سب جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کرو اپس آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلوچنگ ہے 10 منٹ کے لیے نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔

(نماز کے وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ ڈپٹی اسپیکر کی صدارت میں شروع ہوا)

وزیر پیلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: جناب اسپیکر اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کو اجازت کس نے دی ہے؟ جی حاجی صاحب آپ بات کریں۔

وزیر پیلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: جناب اسپیکر! میں آج کے موضوع پر آنا چار ہوں کہ بی ڈی اے کے ملازمین اور پی ایس ڈی پی، این ایف سی ایوارڈ، سیاسی کارکنوں کے خلاف مقدمات، ہمارے اپوزیشن اور اقتدار کے پیشوں کے دوستوں نے اس پر مفصل بحث کی۔ تو میں بھی اپنی طرف سے بی ڈی اے کے ملازمین کے ملازمین کے جو جائز مطالبات ہیں ان کی جماعت کا اعلان کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ بی ڈی اے کے ملازمین پر جو مقدمات بنے تھے ان کو واپس لینے کی استدعا کرتا ہوں۔ اور دوسری بات پی ایس ڈی پی کا ہمارے دوستوں نے آج ایجاد کر کھاتا ہے، ویسے آنے والے دنوں میں ہمارا بحث پیش ہوگا۔ تو ظاہر ہے اس پر مفصل بحث ہوگی۔ کچھ دنوں کے لیے وہ چلے گی۔ تو اس پر میں کچھ کہنا نہیں چاہ رہا ہوں۔ اور تیسرا بات ہمارے دوستوں نے یہاں سیاسی کارکنوں کے خلاف مقدمات کی بات کی، یقیناً انہوں نے by name تو نہیں دیا لیکن ہم سمجھ گئے۔ جہاں جہاں لوگوں کے خلاف مقدمات بنے میں تو اپنی طرف سے جو مقدمات بنے میں تو اس کو قابل ستائش قرار دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ سیاسی کارکن نہیں تھے۔ وہ، وہ لوگ تھے جو پاکستان کے خلاف نکلے ہوئے تھے پاکستان کے اداروں کے خلاف نکلے ہوئے تھے، پاکستان کے مقدس اداروں کو انہوں نے چوک چورا ہوں پر چھیڑا، بلکہ وہ لوگ تھے جو پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہیں، ان کو جب وہ پارلیمنٹ میں جاتے ہیں تو وہاں بحث اور بات کرنے کا موقع نہیں ملتا ہے۔ لیکن ان کو ضرورت تو نہیں تھی کہ یہاں آ کر قوم کو اشتغال میں لا کر ایک فورس کی چوکی پر جا کر حملہ آور ہو جائیں۔ اور پھر اُسی کے تسلسل میں پورے پاکستان میں ہماری فوج اور ہمارے اداروں کے خلاف جلوس اور ریلیاں نکالتے ہیں۔ پھر ان جلوس اور ریلیوں میں وہاں چوک چورا ہوں پر جسے اور مظاہرے کرتے تھے۔ اُس میں یا اگر ریکارڈ اٹھالیں تو انہوں نے وہاں کیا کچھ نہیں بولا۔ ہمارے دوست نے یہاں قانون کے حوالے دے دیے۔ بالکل میں کہتا ہوں کہ پاکستان کے قانون میں ہر ایک کو آزادی کا حق حاصل ہے، پاکستان کے آئین کے اندر رہتے ہوئے کسی پر پابندی نہیں اپنے حق کے لیے آواز بلند کر سکتے ہیں۔ اپنے حلے کے لیے آواز بلند کر سکتے ہیں، اپنی قوم کے لیے آواز بلند کر سکتے ہیں۔ ایک تو ہمارے ملک کے اندر ادارے موجود ہیں ہماری پارلیمنٹ موجود ہے جو بھی اپنے حقوق کے لیے جمہوری جدوجہد کرنا چاہتے ہیں وہ بیشک ایکشن لڑ کر آ جائیں اسمبلی میں اپنے عوام اور اپنے حلے کے حقوق کی بات کریں۔ کوئی کسی نے پابند نہیں کیا اُس کو۔ لیکن یا ایک حقیقت کو سخ

کرنے کی کوشش ہے، ہم حقیقت کو چھپا لیتے ہیں۔ یہ ہمارا ملک ہے ظاہر بات ہے یہ ملک بڑی قربانیوں کے بعد ہمیں ملا۔ ہم بہتر جانتے ہیں، جس طرح ہم جانتے ہیں ہمارے ادارے بھی بہتر جانتے ہیں ایک آدمی یا ایک پارٹی کسی اور کے کہنے میں آ کر ہماری فوج اور ہمارے اداروں کے خلاف چوک چورا ہوں پر کسی اور کے کہنے پر ان کی تذلیل کرتے ہیں اور ان کے خلاف بات کرتے ہیں میں تو کہتا ہوں کہ یہ مقدمات بننے ہیں یہ مقدمات میں ان لوگوں کو قرار واقعی سزادینی چاہیے۔ کیونکہ ایک ملک کے اندر ملک کا باشندہ ہم نے حلف لیا ہے بلکہ ہر پاکستانی نے یہ حلف لیا ہے آپ کو جب شناختی کا رڈ ملتا ہے تو آپ حلف لیتے ہیں کہ میں اس ملک کا وفادار ہوں گا۔ پاکستانی شہریت حاصل کی ہے۔ اور اس کے باوجود بھی پاکستان کے خلاف اور اس ملک کے اداروں کے خلاف چوک چورا ہوں پر بولنے کا کوئی قانون اجازت نہیں دیتا۔ تو ہمارے ملک کے آئین کے اندر بھی کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا ہے کہ ملک کے آئین کے اندر یہ بات موجود ہے کہ ملک کے خلاف جو بھی بولتے ہیں لیکن ان کو حق حاصل نہیں ہے، یہ سیکشن بھی موجود ہے کہ جو ملک کے خلاف بولتے ہیں وہ ملک کے غدار قرار دیے جاتے ہیں۔ تو یہ ہمارے ملک کے غدار ہیں جو ملک کے خلاف بولتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ قابل ستائش ہے اور ان کے خلاف اور بھی مقدمات بنانا چاہیے اور ان کو قرار واقعی سزادینی چاہیے۔ یہ ایجنسی کا حصہ ہے، ایجنسی آپ لوگوں کا بلا یا ہوا جلاس ہے جب آپ لوگ بات کرتے ہیں ہم ان کا جواب دیتے ہیں دوسری بات ہمارے دوست اختر حسین صاحب نے یہاں پانی کا مسئلہ چھپیرا، یقیناً ہمارے صوبے میں صرف پانی نہیں بلکہ بلوچستان کے عوام دردبری کی زندگی بسر کر رہے ہیں، ہر حوالے سے صرف پانی نہیں بلوچستان میں بہت سے ایسے علاقے ہیں جو لوگ ابھی تک جو ہڑوں کے پانے پی رہے ہیں۔ لیکن یہ ہماری اس حکومت کا گناہ نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کا گناہ ہے جنہوں نے اس صوبے پر چالیس سال مسلسل حکومت کی ہے، بلکہ یہ ہمارے دوست جو آج اپوزیشن میں ہیں یہ بھی انہی حکومتوں کے حصہ رہے ہیں۔ تو ان کے ورثے میں ہمیں مسائل ملے ہیں تو ہماری طرف سے ہم نے بلوچستان کے عوام کے لیے پانی کی حد تک جتنی کوشش کی ہے ہمارے ہر ڈیپارٹمنٹ میں ہمیں جو مسائل ملے ہیں ورثے ہیں، صوبائی حکومت نے جتنی تبدیلی لانے کی کوشش کی ہے وہ on the ground ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ حقائق کوئی بتانی نہیں سکتا۔ حقائق بتانا تھوڑا سا یقیناً کروادا ہے، لیکن یہ ہے کہ میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی بات کرنا چاہ رہا ہوں، ہمارے دوستوں نے یقیناً یہاں کوئی کے 200 ٹیوب ویلوں کی بات کی۔ یہ بات ہم لے گئے کیونکہ میں، ہمارے سی ایم صاحب نے، یہاں تو 200 بورکی بات ہوئی، ہم نے تقریباً کوئی 1000 ٹیوب ویل، وہ ٹیوب ویل جو بند پڑے ہیں ان کو ہم نے start کرنا ہے اور اس کو ہم نے با قاعدہ سولر پر convert کرنا ہے۔ اس کے لیے با قاعدہ ہماری حکومت نے 4 ارب فنڈز ریلیز کر دیئے۔ تو یہ

وقت کی کمی کی وجہ سے ہم وہ پیسے استعمال نہیں کر سکے، ہم نے اُس کو protect کر دیا اس کو اگلے سال کے لیے تو جیسے ہی جون گزرے گا۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ اُس کو ٹینڈر کرے گے ایک ہزار ٹیوب دیل، یہ میرے خیال میں بلوچستان کی تاریخ میں ایک کارنامہ ہے، آج تک کسی حکومت نے نہیں کی ہے۔ پچھلی حکومتوں کا اگر ریکارڈ آپ دیکھ لیں 3500 ٹیوب دیل، وہ ٹیوب دیل ہیں جس پر صرف رقم نکالا گیا ہے۔ وہاں بورے complete کر کے بٹن دبایا، لگایا اور اُس کو ادھورا چھوڑ کر چلے گئے۔ کروڑوں روپے بلکہ ہمارے حساب کے مطابق پندرہ بیس ارب روپے اس پر خرچ ہوئے۔ سارے کے سارے امہی تک بند پڑے ہیں۔ ہماری حکومت نے ایک ایسا منصوبہ بنایا ہمارے جام صاحب کی سربراہی میں، یہ انکا vision ہے یہ اُس نے سوچا کہ یہ جو بند ٹیوب دیل ہیں، ان کو ہم نے start کرنا ہے۔ یہ جو ضائع پیسے ہیں ان کو ہم نے کس طرح استعمال میں لانا ہے۔ تو یہ چار ارب روپے ہم آنے والے سال میں ایک ہزار ٹیوب دیلوں کو ہم سولہ پر convert کرنے کے لیے جاری ہے ہیں۔ تو یہ مسائل کی انتہاء ہے، ہمارے بلوچستان میں ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ ہماری جور و ایتی سیاسی پارٹیاں ہیں انہوں نے ہمارے بلوچستان کو لوٹ لیا۔ ہمارے بلوچستان کے لوگوں کا خون چوں لیا۔ تو صرف اور صرف ایک امید کی کرن بلوچستان عوامی پارٹی ہے اور ان کے coalition partner اور ان کی حکومت ہے جو پورے بلوچستان کے عوام کی نظریں ہیں ہمارے حکومت پر۔ انشاء اللہ ہم بلوچستان کے عوام کی امیدوں پر ہم 100% اگر پورا نہیں اترے، تو کم از کم ان روایتی پارٹیوں کا ریکارڈ توڑ دیں گے انشاء اللہ۔ تو یہ ہماری بات تھی۔ thank you.

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ۔۔۔ (مداخلت۔شور)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و اسما: روایتی پارٹی، میں بتاتا ہوں روایتی پارٹی وہ ہے جو اقتدار میں رہی ہے، جن سے ورثے میں ہمیں مسائل ملے ہیں، وہ روایتی پارٹی ہے، ان میں آپ کی پارٹی بھی آتی ہے ان میں اپوزیشن کی تما م پارٹیاں بھی آجاتی ہیں۔ آپ کے ایک MPA صاحب نے قلعہ سیف اللہ کا ایک MPA صاحب یہاں اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اُس نے کہا کہ ہمارے مسلم باغ میں ابھی تک ایسے لوگ ہیں کہ ابھی تک اُن کو صاف پانی میسر نہیں۔ آپ پی ایس ڈی پی اٹھا لیں، مسلم باغ اور قلعہ سیف اللہ کے لیے کتنے پیسے گئے ہیں؟ لیکن وہ پیسے کہاں گئے؟ وہ پیسے کھا گئے۔ تو ان کو روایتی پارٹیاں نہ کہیں تو کیا کہہ سکتے ہیں آپ۔ بتادیں زا بدقاصاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں اچنڈے کی طرف آتے ہیں۔ جی اختر حسین صاحب آپ بات کریں۔

میر اختر حسین لانگو: بہت شکر یہ جناب اسپیکر۔ جناب والا! میرے محترم دوست نے کہا کہ پچھلی حکومتوں کو سارا

الزام ہمارے سر درد رہے ہیں، ہماری بلوچستان نیشنل پارٹی ہمارے ٹول حکومت کی جو عمر ہے وہ اٹھارہ مہینے سردار آخر مینگل کی، نو مہینے سردار عطاء اللہ مینگل کی یہ کل بنتے ہیں 26 سے 25 مہینے۔ میرے بھائی میرے دوست جس فلور پر چاہیں ہم حساب دینے کے لیے تیار ہیں باقی جن جن کی حکومتیں آئی ہیں وہ ان پیشوں پر بیٹھے ہیں ان کا حساب میرے محترم دوست سے میری ریکووٹ ہے ان کا حساب وہ ان سے لے لیں۔ ظفر اللہ خان جمالی صاحب کی حکومت رہی ہے ان کا بیٹا وہاں بیٹھا ہے، جان جمالی کی حکومت رہی ہے وہ وہاں بیٹھے ہیں۔ ذوق قارگشی کی حکومت رہی ہے ان کا بھائی وہاں بیٹھا ہے۔ تو جناب والا جام صاحب کی حکومت رہی ہے جام صاحب کا بیٹا بیٹھا ہوا ہے، جام غلام قادر کی حکومت رہی ہے جام غلام قادر کے پوتے بیٹھے ہوئے ہیں وہاں۔ جتنے منٹر تھے ان کے نام گن کر بتاسکتا ہوں کہ وہ تقریباً اکثریت وہاں بیٹھی ہے، اگر جمعیت کے کچھ دوستوں میں حکومت کا حصہ رہے ہیں ہم بلوچستان نیشنل پارٹی 1970-71 میں پہلی اسمبلی وجود میں آئی ہم اُس وقت سے لے کر آج دن تک ہم صرف 26 مہینے تک حکومت کا حصہ رہے ہیں۔ تو میرے بھائی جس فلور پر مجھے بلا لیں ہم اُس کا حساب دینے کے لیے تیار ہیں باقی کا حساب آپ ان فلور سے لے لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ زیرے صاحب! آپ نے بات کر لی ہے، بعد میں آپ کر لیں، بلیدی صاحب بات کر لیں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ و اطلاعات و نشریات): thank you جناب اسپیکر، آج جو ہماری اپوزیشن نے requisite اجلاس میں جو باتیں کی ہیں definitely جو آئیوالا جو بجٹ ہے ان کی باتیں قابل قدر ہیں اور اس حوالے سے ہم نے ان کے ساتھ consultation بھی کی ہے فناں ڈیپارٹمنٹ نے اور ان کو ایک بریفنگ بھی دی تھی regarding issues and financial way out تو جناب اسپیکر! میر اخیال یہ ہے کہ بلوچستان میں جتنے بھی بجٹ پچھلے ادوار میں بنتے رہے ہیں اتنی deliberation کبھی بھی کسی نے نہیں کی ہے، ہمارے بیہاں چند معزر کرن ہیں جو پہلے بھی اسمبلی کے اراکین رہے ہیں ان کو بہتر پڑتے ہو گا، لیکن اس دفعہ ہم بلوچستان کے بجٹ کے حوالے سے تقریباً تین چار مہینے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب ہمارے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ اور جو ہمارے دوست ہیں اپنے اسمبلی کے اور ریڑی بچوں کے، سب بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بلوچستان میں جو بجٹ بنانے جا رہے ہیں، ہمیں اس چیز کا بخوبی احساس ادا کر ہے کہ بلوچستان میں ہم نے تین چیزوں کو مد نظر رکھا ہے کہ اس طرح کا بجٹ آئے جو pro-people ہو کہ ہم اس بجٹ کے ذریعے بلوچستان میں ایک تو development کے directionless development جو track اسکو پر لانا چاہتے ہیں

ہیں، دوسرا اُس کا جو trickle down effect ہے وہ عام پلک تک چلا جائے۔ اور جہاں تک دیکھیں پی ایس ڈی پی کی بات رہی۔ پی ایس ڈی پی اس دفعہ اس طرح ہم بنارہے ہیں کہ جو ہماری planning guidelines کے عین مطابق ہر اسکیم کو چیک کر رہے ہیں commission اور دیکھ رہے ہیں۔ اور ہماری کوشش یہ ہے بلوچستان میں وہ جو neglected sectors ہیں جن کو پچھلے ادوار میں fisheries sector کیا گیا تھا جو mines and mineral sector ہے، جو neglect کیا گیا تھا جو even minority women development impact کا جو ہے وہ پلک پر اچھا پڑے اور ان پر جلکش کے ذریعے لوگوں کی standard life ہتھر ہوا اور jobs کے موقع پیدا ہوں۔ تو ایک چیز کی scrutiny ہم اچھی خاصی کر رہے ہیں۔ پھر ہماری clear concept ہے کہ دیکھیں بجٹ سازی میں صرف یہ فناں ڈیپارٹمنٹ یا پی ائینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہے۔ اس میں ہم تمام stakeholders جس میں ہماری ٹریشی پنzer، ہماری اپوزیشن، ہماری یہاں سول سوسائٹی، ہماری میڈیا۔ میری اپنی اپوزیشن کے ساتھ دو، تین میٹنگ ہوئے ہیں، ہم نے باقاعدہ ان کو بریفنگ دی ہے۔ اس کیسا تھا آج ہم نے میڈیا کے ساتھ consultation کی ہے۔ اسی طرح ہم مختلف جو سول سوسائٹی ہے ان کے ساتھ interact کریں گے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ اس طرح کا جو بجٹ ہم لے آئیں جو عام لوگوں کو effect کرے۔ میں آپ کو کچھ ایسے چیزیں بتاتا ہوں کہ اس دفعہ ہم ایسے پروجیکٹس لارہے ہیں، اب میرے خیال فی الحال تو اسکو disclose کرنا مناسب بھی نہیں کہ بجٹ table بھی نہیں ہوا ہے۔ جس کا جو ہے drown trodden or trickledown effect اور ان لوگوں پر پڑیگا۔ بلوچستان گورنمنٹ نے ایک شروع کی تھی ہمارے کینسر کے مریض ہیں اُس کے علاج کیلئے۔ اُس کا جو ہے endowment fund بڑا بردست impact ہوا ہے۔ اور ہم اُس کو triple impact کر رہے ہیں۔ تاکہ کینسر کا مریض جس کے پاس پیسے نہیں ہیں جو وہ اپنا علاج نہیں کر سکتا ہو۔ گورنمنٹ آف پاکستان اس کا علاج کریگا۔ ابھی ہمارے پاس رجسٹرڈ کوئی 15 ہزار معدور ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس طرح کا ایک سسٹم لے آئیں جو بچارہ معدور بھیک نامانگے اُس کو گورنمنٹ آف بلوچستان جو ہے عزت کے ساتھ اس کی مدد کر سکے۔ اسی طرح ہمارے جو پروزگار نو جوان ہیں بلوچستان کے، جن کے ہاتھوں میں ڈگریاں ہیں جو پھر رہے ہیں۔ ہم اس دفعہ چاہ رہے ہیں کہ ہم اُن کیلئے روزگار کے موقع پیدا کریں نہ صرف ہم گورنمنٹ میں اس طرح کی vacancy پیدا کریں۔ بلکہ اس سے ہٹ کے ہم ایسے پروجیکٹس لارہے ہیں، جن کو روزگار کی فراہمی ممکن ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ہمارے ایسے پروجیکٹس ہیں جس میں مائز ایڈ منزراں ہیں

- ان میں ہماری سرزی میں میں اتنے potential رکھیں کہ ہم اگر اس میں invest کریں تو بلوچستان کو بہت زیادہ feed-back دے سکتے ہیں تو ہم سوچ رہے ہیں کہ جو اس دفعہ mineral park بنا سکتے ہیں اس میں مختلف areas ہیں جہاں منزراز بہت زیادہ ہے۔ لیکن وہاں نہ کوئی institute بنا ہے، نہ کوئی وہاں پارک بنائے ہے۔ نہ ہی ہماری یونیورسٹیز میں ماہر اینڈ منزراز پر کوئی education دے رہی ہیں۔ تو جناب اسپیکر! اسی طرح ہماری جو future ہے بلوچستان کی۔ وہ ہماری انسٹی ٹیوٹ، یونیورسٹیز میں ہیں۔ لیکن پچھلے ادوار میں ان کو 50 کروڑ روپے دے دیتے تھے جو ان کی ضرورتوں کے مطابق بالکل کوئی نہیں کرتے تھے۔ اس دفعہ ہم نے کوشش کی ہے کہ جی ہم ان کو 50 کروڑ سے بڑھا کے کوئی ڈیڑھ ارب تک ہم نے پہنچادی ہے۔ اور ان کے ساتھ ہی ہم نے یونیورسٹی فانس کمیشن بنادی، تاکہ ان کی جو resource distribution ہیں وہ کوئی بہتر ہو۔ اور وہ جو ہے target oriented ہے۔ کوئی اس طرح کی بات نہیں ہے۔ اگر وہ جب بھی چاہتے ہیں ہم جو P&D is there, Finance department is there, we will brief theme about the projects. About the initiatives the provincial government has taken bout the initiative the provincial government has taken.

اور یہ میں ان کو باور کرنا چاہتا ہوں، یا کوئی حلقة ہو یا ایسی پی ایس ڈی پی نہیں بن رہا ہے۔ ہمارے ہیئت سیکٹر میں ایسے ایسے اسکیمات آ رہی ہیں۔ انیں کے قریب ٹراما سینٹر لقریباً بن رہی ہیں۔ ہر جگہ بلوچستان میں طول و عرض میں cover ہو رہی ہیں۔ اسی طرح ہماری ایجوکیشن سیکٹر میں Brad reform آ رہا ہے۔ ہیئت سیکٹر میں آ رہا ہے اس بجٹ میں۔ تو جناب اسپیکر! اس میں کسی کو اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ جی شاید اس کا حلقة متاثر ہو۔ ہمیں اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے کہ جس حلقة سے اپوزیشن کامبر ہے وہ بلوچستان ہے۔ وہ یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس اپوزیشن کے ممبر کے حلقة میں جتنی ترقی اپنے حلقة میں دے دی ہے اتنا ہی ترقی اپوزیشن کے ممبر کے حلقة میں دینی چاہیے۔ اسی طرح ہمارا کوئیٹھکا پروجیکٹ ہے، بلوچستان میں 20 سے 40 ارب جو ہے وہ کوئیٹھ میں خرچ ہو رہے ہیں، اس میں پانچ ممبران ہمارے اپوزیشن کے ہیں۔ لیکن ہم نے یہ بات بالکل نہیں دیکھی ہے کہ جی یا اپوزیشن ممبران کی ہیں اس کو ہم ترقی نہیں دیں گے۔ کوئیٹھ بلوچستان کا face it should be developed across the board کہاں اور کس حلقة میں۔ اس سے ہمارا کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم جو ہے اس neglected sector

اُن areas کو ہم develop کریں، اُن کو ہم support کریں تاکہ اُن کی بھی ضرورتیں پوری ہو جائیں۔ جناب اسپیکر! ایک بڑی تھیں کامیابی جو ملی ہے میں یہ سوچ رہا تھا کہ ہمارے اپوزیشن ممبران جو ہیں اس پر بات کریں گے۔ فیڈرل گورنمنٹ سے اس دفعہ ہم نے اچھے خاصے پروجیکٹس لئے ہوئے ہیں، جو بہت زیادہ ضروری تھے۔ جس میں کوئئے تو کراچی dualization ہے اور جس میں ٹوب ٹو کوئئے dualization ہے۔ جس میں تربت، پنجگور، نوکنڈی، لگدشت، روڈ ہے جس میں چند گئی، کچھ آواران روڈ ہے جس میں آپ کا ہوشاب، آواران روڈ بیلہ، جھاؤ روڈ آپ کا جو ہے نولنگ ڈیم، آپ کا ویندر ڈیم آپ کے بہت سے ایسے مانزار اینڈ منزول منزٹری والیندین تو کہنے کا مراد یہ ہے کہ ہمیں جو چیزیں گورنمنٹ اچھی کر رہی ہے جہاں fight کر رہی ہے میں نہیں کہتا اپوزیشن جو ہے اُس کا کام ہی ہوتا ہے کہ وہ oppose کریں، پالیسیوں کو critical analysis کریں جو کام ہم نے اچھا کیا ہے اُس پر بھی ہم اُن کی طرف سے appreciation چاہتے ہیں اور میں آپ کو آپ کے توسط سے آپ کے ٹریشی پیغز کے ممبران کو پورے بلوچستان کو یہ باور کرنا چاہتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یسا بجٹ لے آئیں گے جو ان کی عین خواہشات کے مطابق ہو گا۔ اور اس میں سارے سکیلوں cover ہونگے جس میں جو ہمارے پر

Thank you very much. pro-people oriented ہو گا ہمارا بجٹ ہو گا.

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی: میں نے ایگر یکچھ اینڈ ریسرچ کی جو 20 آفیسرز کی بات کی ہے، کہ یہ جو ڈھانی سالوں سے 17 گریڈ کے positions پر serve کرتے رہے ہیں۔ اور ابھی انہیں demote کیا گیا ہے۔ آپ اس پر رولنگ دے دیں کیونکہ اگر یہ positions کو advertise کیا گیا ہے۔ اور ان سے وہ کوئہ لے لیا گیا۔ ایگر کچھ ڈیپارٹمنٹ سے تو وہ demote ہو جائیں گے۔ یعنی ان کا future بھی اس سے متاثر ہو گا۔ یا تو آپ رولنگ دے دیں کہ وہ اپنے اُسی job پر continue کریں۔ یا آپ اس کیس کو کمیٹی کے حوالے کریں۔ آپ کی رولنگ کی ضرورت ہے اس میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر ہم ڈیپارٹمنٹ سے ایک بار رپورٹ منگواتے ہیں اسکو دیکھنے کے بعد پھر اس پر ہم رولنگ دے دیں گے۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں ذرا ذاتی وضاحت پر کچھ بولوں گا۔ یہاں کہا گیا کہ کچھ لوگ ملک کے خدار ہیں۔ اور جب انگریز یہاں حکمران تھے، ان کی نظر میں بھی ہم غدار تھے۔ وہ باہر سے آئے تھے، انہوں نے یہاں occupation کی تھی۔ اس سرزا میں کو انگریزوں نے قبضہ کیا۔ اُس انگریز کے خلاف خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی اور دیگر اکابرین نے جدو جہد کی، تو انگریز حکمرانوں نے کہا کہ یہ سرزا میں کے غدار ہیں۔ آج انگریز حکمرانوں

کے جو بچے کچے ہیں آج وہ پھر کہہ رہے ہیں کہ ہمیں غدار کہا جا رہا ہے اور وہ وفادار ہیں۔ اب یہ انشاء اللہ تاریخ میں فیصلہ ہو گا کہ ان جیسے لوگ غدار ہیں یا ہم جیسے۔ اور ہم تو وفادار ہے ہیں اس سرزی میں کی۔ ہم نے اس سرزی میں سے وفا کی ہے، اور ان جیسے لوگوں نے انگریز کے ساتھ، ان کے آباؤ اور اجداد، انگریزوں کے وفادار تھے، یہ ہر جنیل کے وفادار تھے۔ یہ ہر آمر کے حکمرانوں کے وفادار تھے۔ آج پھر یہ وفاداری کر رہے ہیں۔ ان کو بٹھاؤ جناب اپسیکر! ان کو بٹھاؤ جناب اپسیکر! اس نے پیسے حلال کر لیا۔ اس نے جو کرنا تھا وہ کر لیا۔ ابھی اس کو بٹھاؤ جناب، میں نے تو ان کی تقریر میں کوئی مداخلت نہیں کی۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اپسیکر: آرڈران دی ہاؤس۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں نے ان کی تقریر میں کوئی مداخلت نہیں کی۔ میں نے ان کی تقریر پر مداخلت کی، تو بٹھاؤ ان کو۔ یہ تو تاریخ فیصلہ کر لیا کہ آپ غدار ہو یا ہم جیسے لوگ غدار ہیں۔ ان کو بٹھاؤ۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: دمڑ صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ زیرے صاحب وہ بیٹھ گیا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپسیکر انکو سنبھالو۔ اس نے وفادار کی ہے اتنی ہی نمک حلائی کافی ہے۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اپسیکر: دمڑ صاحب! آپ تشریف رکھیں، آپ نے اپنی بات پوری کر لی۔ آرڈران دی ہاؤس۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اس کو بٹھاؤ جناب اپسیکر! اس نے بہت بولا ہے۔ جو بولنا تھا یہ بول گیا اس کو وفاداری کا سرٹیفیکٹ مل جائیگا۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: ان دونوں کا مائیک بند کر دیں۔ جی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اپسیکر۔ معاملات جو ہیں، اہم موضوعات ہیں پی ایس ڈی پی وغیرہ ہیں۔ غداری، وفاداری ایسے معاملات میرے خیال میں پاکستان میں چالیں، پینتالیس سالوں میں، ستر سالوں میں ہیں۔ یہ میرے خیال ایسے موضوعات ہم اداکین اسمبلی کو ان مجلسوں میں اچھا نہیں لگتا۔ جس طرح نصراللہ صاحب نے کہا آئین کا آرٹیکل ہے fundamental rights آس میں 19 کے قریب شق ہیں آرٹیکل لوگوں کو اظہار رائے کی آزادی ہے۔ کوئی جذبات میں بولتا ہے، کوئی ایسے ساتھ سے ہٹ کر، اور اس طرح کی آزادی کے اظہار کرنے میں کوئی اتنا غلط تصور نہیں کرنا چاہیے۔ ریاست اتنی کمزور نہیں ہوتی ہے کہ اس کو چھوٹے مولے چیزوں پر لوگوں کو سرٹیفیکٹ دینا چاہیے۔۔۔ (مداخلت) ایک منٹ دمڑ صاحب۔ میرے خیال میں ہمارے جو موضوعات ہیں۔ ہمارے مسائل ہیں وہ اتنے گیبھر ہیں کہ ادھر سڑپکیٹ کی بجائے ہم اپنے لوگوں کی غربت

، بیروز گاری، بدحالت، پیاس۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاء بلوج! تھوڑا مختصر کریں۔

جناب شاء اللہ بلوج: میں نے کوئی بات نہیں کرنی ہے جناب اسپیکر! صرف آپ کو ایک یادداوں۔ یہ ہمارے چار نکات ہیں جس پر ہم نے اسیلی کا اجلاس requisite کیا، آج جو بحث پیش ہوا ہے وہ این ایف سی ایوارڈ کے announcement کے بغیر ہوا ہے۔ آرٹیکل 160 کا آرٹیکل constitutional ہے اس کے تحت ہر پانچ سال میں این ایف سی ایوارڈ کے بعد وفاقی اور صوبائی بحث جو ہے announce ہوتے ہیں اسلئے NFC پر ابھی تک ہم نے بات نہیں کی ہے۔ تو آپ سے گزارش ہے کہ اجلاس ختم نہیں کرنا ہے، بلکہ یا پرسوں آپ نے اجلاس جاری رکھنا ہے۔ تاکہ اہم موضوع ہیں NFC ایوارڈ۔ اور یہ NFC ایوارڈ کے تحت بلوچستان کو 45 سے 50 ارب روپے زیادہ ملنے تھے۔ آرٹیکل 160 کا سیکشن 3 کا جزو (الف) ہے۔ جس میں یہ ہے کہ اگر این ایف سی ایوارڈ bھی announce کر دیں۔ لہذا یہ important issue ہے بلوچستان کے چالیس سے 45 ارب روپوں کا مسئلہ ہے بلوچستان کے تمام حلے بھوک پیاس غربت کا شکار ہیں بلوچستان کے مالی حالات بہت بُرے ہیں لہذا این ایف سی ایوارڈ پر کل discussion کے لئے اجلاس جاری رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی ظہور احمد بلیدی صاحب۔

وزیر فراہمی و اطلاعات و نشریات: جناب اسپیکر! اس موضوع پر کافی سیر حاصل بحث ہو گئی اور این ایف سی جو ہے ہوئی ہی نہیں ہے۔ اس پر گورنمنٹ serious ہے۔ ہم جو ہیں ایک این ایف سی سیکرٹریٹ قائم کر رہے ہیں۔ اور اس میں ہم expert hire کریں گے۔ اور بلوچستان کا کیس انشاء اللہ تعالیٰ ایک اچھے انداز میں ہم جا کے لڑیں گے۔ ابھی NFC کا معاملہ نہیں ہوا اس میں اپنے اپوزیشن کو باور کرنا چاہتا ہوں کہ این ایف سی اگر ہوگا تو بلوچستان کا share بڑھے گا۔ اس میں کسی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور اس میں ہماری حکومت اچھی خاصی کام کر رہی ہے۔ تو براہ مہربانی جناب اسپیکر! آج چونکہ سیر حاصل بحث ہوئی ہے۔ سب اپوزیشن ممبر ان کو بات کرنے کا موقع ملا ہے تو اب مہربانی کریں اس کو ختم کر دیں، اور بحث سیشن آئیگا تو پھر بہت سے بحث و مباحثہ ہو گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی احمد نواز صاحب، مختصر کریں۔

سردار عبدالرحمن کھمیران (وزیر خوارک): تین گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تھا۔ بس کریں جناب اسپیکر صاحب!

ریکی صاحب بس کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی احمد نواز۔ دو منٹ مختصر بات کریں۔

میر احمد نواز بلوج: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! آج جس موضوع کو زیر بحث لایا گیا ہے اس میں پی ایس ڈی پی ہے اس میں این ایف سی ایوارڈ ہے سیاسی کارکنان اور بی ڈی اے ملازمین۔ پی ایس ڈی پی پر کافی توجہ ہوئی اور اسیں جن جن علاقوں کا ذکر کیا گیا مجموعی طور پر بلوچستان میں جو ہونا ہے اس پر کسی نے بھی، میرے خیال میں چند ایک نے بات کی۔ اُس پر میرے خیال میں ایسی کوئی نئی بات نہیں تھی۔ وہاں orange train کی باتیں ہوتی ہیں پی ایس ڈی پی میں، ہمیں وہ black train یا black track پی یا black track دیا جائے وہ بھی ہمیں قبول ہے۔ ہماری جو آنے والا گورنمنٹ ہے تو جو موجودہ صوبائی گورنمنٹ ہے میں امید کرتا ہوں کہ وہ ہمیں Green bus جیسے جو نعمت ہوتے ہیں، وہ ہمیں میسر کریں گے۔ یا Green train ہے یا Orange train ہے جو کچھلی گورنمنٹ میں بھی اُنکے لئے کافی پیسے رکھے گئے ہیں، وہ کچلاک سے لیکر 13 میل تک وہ انکو بھی سامنے لایا جائے۔ اس کے علاوہ social sector میں یہاں انکو کوئی بات نہیں ہوئی، اسپورٹس ہے صحبت ہے پانی ہے، خصوصاً جو دُمڑ صاحب نے کہا کہ دوسو tubewell، انہوں نے کہا کہ ہزار ٹیوب ویلز، اللہ کرے، ہم سب زمیندار بھی رہ پچے ہیں اگر ٹیوب ویل دو مہینے نہیں چلے وہ نہیں چلے گا ابھی۔ وہ ٹیوب ویلز ایک ایک دو، دو سالوں سے بند ہیں۔ کچھلی پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے جو ٹیوب ویلز لگائے تھے وہ میرے خیال ابھی تک start نہیں ہوئے ہیں۔ وہ ہزار ٹیوب ویلز میرے خیال وہ انہی کو بھی گن رہے ہیں۔ ٹیوب ویلز کو دو مہینے نہیں چلایا جائے وہ ٹیوب ویلز پھر puncture ہو جاتے ہیں یا پھر وہ damage ہو جاتے ہیں۔ تو دوسو ہمارے ٹیوب ویلز جو ہمارے کوئی سویں، دوسو یا ڈھائی سویں، اس میں انہوں نے کہا کہ چار ارب روپے ہم نے خصوص کئے ہیں آنے والے بجٹ میں تو ان کو solar آپ اُس جگہ کو کر سکتے ہیں۔ ہمارے کچھ ایسے ٹیوب ویلز ہیں وہ روڑوں پر بھی لگے ہیں۔ اُس کے سول آپ کہاں لگائیں گے؟ اگر بھلی کے لئے آپ ٹرانسفر مرزا اُنکے کچھلی گورنمنٹ میں اُنکے لئے پیسے رکھے گئے تھے آپ انکو بھی، اگر انکو سامنے لا کیں اگر ان ٹیوب ویلسوں کو آپ active کریں تو کوئی کا ایک بہت بڑا مسئلہ پانی کا حل ہو جائیگا خصوصاً جو سریاب کا حال ہے سریاب میں مختلف علاقوں میں جو ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں ان پر قبضہ ہوا ہے۔ جو کچھلی گورنمنٹ یا اُس سے پہلے گورنمنٹ نے لگائے ہیں یا باعثات کیلئے یا وہ ملک یا وہ ٹکری کے گھروں میں لگے ہوئے ہیں۔ جو آج انہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اگر جنہوں نے زمینیں دی ہوئی ہیں وہ ان زمینوں کو مد نظر رکھ کر اُنکے بچوں کو وہاں jobs دلائیں۔ اس کے علاوہ fisheries کے محکمے میں ہم چاہتے ہیں کہ گوادر یا اُس کے، گذانی تک fisheries جو ہماری ایک ایک اہم صنعت ہے اُس پر توجہ دی جائے جو

ہمارے وہاں جتنے بھی ہمارے fisheries سے تعلق رکھنے والے ہمارے ملاج ہیں، وہ ان کیلئے کچھ ایسا چیز میسر کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ احمد نواز صاحب۔ مختصر کر دیں۔

میر احمد نواز بلوج: تو اسپورٹس کے میدان میں جو خالق صاحب نے کہا ہم اُس کو appreciate کرتے ہیں۔ جو اختر حسین بھائی نے کہا اُس کا وہ نوٹس لیں۔ اگر اُس کے دور میں نہیں ہوا ہے اُس سے پہلے جو players ہیں اُنکو آپ، وہ آپ اپنی list میں پُرانی، نئی، چونکہ میر اعلق بھی اسپورٹس سے رہ چکا ہے جو ہمارے seniors players ہیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکملہ ثقافت، سیاحت و آثار قدیمة اور اسپورٹس اور امور نوجوانان: اس میں آپ کا نام ڈال دوں گا احمد نواز صاحب آپ پرانے player ہیں، میں جانتا ہوں۔

میر احمد نواز بلوج: جو ہمارے seniors players ہیں اُنکے نام ڈالیں اُنہوں نے اس ملک اور اس صوبے کیلئے بہت بڑی قربانیاں دی ہیں۔ اس میں cricket academy بنا کیں فیضیں کے grounds ہوں، جو ہمارے indoors games میں، جو ہمارے disabled لوگ ہیں اُن کیلئے آپ sports کا جو سکولوں یا کالجوں میں اُنکے لئے کوئی ایسا اچھا بندوبست کریں۔ تو میں اسپیکر صاحب! کے کہنے پر اپنا تقریر مختصر کرتا ہوں۔ صرف یہ ایک کہوں گا کیونکہ سیاست پر تھوڑا سا جو سیاسی کارکنان ہیں بالکل سیاسی کارکنوں کو آزادی ہے کہ وہ اپنا حق نمائندگی یا حق آزادی وہ ہر جو ایک قانون کے دائرے میں وہ جہاں بھی ہو وہ بیان کر سکتے ہیں۔ تو اس پر جن کارکنوں پر جو سیاسی کارکن ہیں ان پر اگر کوئی FIR ہوئی ہے قانون کے دائرے میں اگر ان پر جولاگو ہوتا ہے اُنکو عدالت میں لا کیں یا اُنکی جو FIR ہے وہ ختم کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جی میڈم۔

محترمہ بشری رند (پارلیمنٹری سیکرٹری برائے مکملہ کوئٹہ ڈولپمنٹ اتحاری ار بن پلانگ اینڈ): ایک بڑا اچھا قدم ہماری گورنمنٹ کی طرف سے جو میرے خیال میں پاکستان کے چاروں Assemblies میں نہیں لیا گیا کہ idea کا جو ایک day care center personallly ہے اور سب سے پہلے ہماری بلوچستان اسمبلی میں بچوں کیلئے day care center بنے گا۔ جو last credit ہے ہماری گورنمنٹ کو اور secondly جو بھی بات کر رہے تھے احمد نواز سریاب کی تو اس میں ہم نے visit کیا تھا سریاب کا جس میں جو بلوچستان package ہے۔۔۔ (مدخلت)

میر حملہ کلتی: نہیں ہے آپ day care center کی بات کر رہے ہیں پہلے پُرانی چیزوں کو بہتر کریں پھرئی چیزیں بنانے کی بات کریں۔

پارلینمنٹری سیکرٹری برائے مکملہ کوئندہ ڈولپمنٹ اتحاری ار بن پلانگ اینڈ: وہ آگے آئیگی جو چیز ہو چکی ہے اُس کو آپ لوگ appreciate کریں نام کم از کم۔۔۔ (مداخلت) آپ لوگوں نے بالکل طے کیا ہے کہ کسی چیز کو appreciate نہیں کرنا ہے۔

میر حملہ کلتی: سارے RHGs تباہ ہیں، DHQs تباہ ہیں، BHUs تباہ ہیں۔ پارلینمنٹری سیکرٹری برائے مکملہ کوئندہ ڈولپمنٹ اتحاری ار بن پلانگ اینڈ: وہ الگ issue ہے آپ الگ بات کریں، لیکن یہ ایک چیز ہے اس کو appreciate کریں۔۔۔ (مداخلت) نہیں وہ آپ Health Minister سے اسکا گفہ کریں۔

وزیر خوراک: جناب اسپیکر! تین گھنٹے ہو گئے ہیں۔ غیر قانونی اجلاس جاری ہے۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں آج میرے خیال سے ختم کرتے ہیں۔

جناب شاء اللہ بلوج: جب تک اچنڈا complete نہیں ہوتا اس کو چلا میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: complete ہو گیا ہے۔ ہاں ضیاء اللہ لانگو صاحب۔ کھیڑان صاحب دو منٹ تشریف رکھیں وہ مٹھا خان کا کڑنے بھی پانچ چھ باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ جی ضیاء اللہ لانگو صاحب۔

میر ضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ سب سے پہلے تو میں اسد بلوج نے جو اپنے اُس کا اظہار کیا اُس کا سختی سے مذمت کرتا ہوں۔ اور سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں، اس کا نؤں لیتے ہوئے کہ بلوچستان کے معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ جو بھی فورسز ہوں یا جو بھی ہوں، انکا رویہ مہذبانہ ہونا چاہیے۔ اور اُس کے خلاف میں فوراً inquiry کا حکم دیتا ہوں کہ DIG کے خلاف انکوارری کی جائے۔ باقی جہاں

تک سیاسی کارکنوں کا کام ہے، ہم سب سیاسی workers ہیں، سیاست کر کے یہاں تک آپنچھے ہیں۔ سیاسی و رکرز کو وہ اجتماع کی وہی اجازت دیتا ہے ہماری آئین، جو شاء بلوج صاحب Press Club کے سامنے کرتے ہیں

جو اختر حسین صاحب پر یہ کلب کے سامنے کرتے ہیں جو نصر اللہ زیرے صاحب جلسے جلوس میں کرتے ہیں اس کی بالکل ہمارا قانون آئین اجازت دیتا ہے جو انہوں نے سب کچھ پڑھ لیا۔ لیکن یہ گرفتاریاں جو ہوئی ہیں یہ سیاسی کارکنوں کی نہیں ہوئی ہیں، انکی بالکل اداروں کے پاس videos پڑی ہوئی ہیں کہ یہ، جس طرح میں نے پہلے دن ہی وزارت داخلہ سننجانے کے بعد کہا تھا کہ اس صوبے کے لوگوں کے ساتھ زیادتی نہیں ہونے دی جائیگی،

اور ریاست اور عوام کو بھی آپس میں اڑنے نہیں دیا جائیگا۔ تو یہ وہی عناصر ہیں جو دوسرے صوبے سے آکر ادھر اس صوبے میں ریاست، ریاستی اداروں کے خلاف تقاریر کرتے ہیں۔ لوگوں کو اُسکاتے ہیں۔ اُن کے خلاف مقدمات درج کئے گئے ہیں۔ اگر جس نے وہ جرم نہیں کیا ہے وہ عدالت میں اپنی صفائی پیش کریگا۔ باقی ایسی کوئی گرفتاری نہیں ہوئی ہے جس کو ہم کہیں کہ یہاں کوئی سیاسی رہنماؤں کی گرفتاری ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مٹھاخان کا کڑ صاحب۔

جناب مٹھاخان کا کڑ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ لائیواشاک و ڈیری ڈولپمنٹ و ماحولیات): نہیں اردو میں کریں گے پھر سارے ناراض ہونگے۔ جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک منٹ ایک منٹ مٹھاخان صاحب۔

میر احمد نواز بلوچ: وہ بنج پچیاں جو تکلیف میں تھیں اُن میں دور و ڈولپمنٹ آتی تھیں وہ پچیاں اُسکی بھی وہ نوٹس لیں تاکہ وہ مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ لائیواشاک و ڈیری ڈولپمنٹ و ماحولیات: اعوذ باللہ من الشیطان الرّجيم۔ اللہ الّا حُمْن الرّجيم۔ مہربانی جناب اسپیکر! لوگ تو ہر قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ پستو تو آپ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں آتی ہے تو پھر بار بار لوگ کہتے ہیں، شکایت کر رہے ہیں، لیکن آپ پستو میں اگرچاہتے ہیں تو میں پستو میں کر دیتا ہوں پھر بُرانہیں ماننا ہیں۔ جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ ہماری حکومت کی پیچھے یہ لوگ بہت بات کرتے ہیں یہ جو اپوزیشن والے ہیں۔ میں ابھی اپوزیشن والوں سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ بلوچستان کے لئے کام کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر بلوچستان کیلئے آپ کام کرتے ہیں تو آپ کو معلوم ہے کہ پچھلے دور میں بہت سے وزیر اعلیٰ آئے ہوئے ہیں لیکن میرے اندازہ کے مطابق کسی نے ایسی duty نہیں دی ہے۔ ابھی جو جام صاحب دن ورات لگا کے کام کر رہے ہیں لیکن یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اگلے سال مجھے کچھ نہیں ملا یہ ہے فلاں اس ہے ڈینگا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا ہے جو جام صاحب حساب کتاب کر کے پھر آپ کو دیں گے، اسی طرح پہلے جو لیکر جاتے تھے اسی طرح ابھی نہیں ملیں گے پیسے۔ سمجھ گئے ہو؟ دوسری بات یہ ہے کہ جام صاحب نے جو بلوچستان کیلئے کیا ہے کسی حکومت میں کسی نے نہیں کیا ہے۔ تو ساڑھے تین سو اسکیموں کی جام صاحب نے پیسے دے دیے ہیں، اُن اسکیموں کو دی ہے کہ جو جام صاحب کے نہیں ہیں، پچھلے حکومتوں کے ہیں۔ لیکن جام صاحب نے وہ ہمت کیا ہے یہ اس کو نہیں دیکھا ہے کہ یہ میرا ہے یا کسی اور کا ہے، اُن ساروں کو وہ حقوق دے دیا ہے یہ ساڑھے تین سو اسکیمز پچھلے حصے کے بعد یہ مکمل ہو جائیں گے۔ یہ کتنی فخری کی

بات ہے کہ پہلے حکومت میں یہ کام نہیں ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جام صاحب ایجوکیشن پر بہت اُس نے focus دیا ہے کہ ایجوکیشن بحال ہو۔ اور یہ ہیلٹھ پر کتنا اُس نے وہ دیا ہے کہ وہ بحال ہو، ڈاکٹرز دیئے ہوئے ہیں، کس حکومت نے ابھی تک دیئے ہوئے ہیں؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو کہتے ہیں کہ جام صاحب! صرف یہ ہر بندے کے پیٹ میں درد ہے کہ مجھے پیسے میل جائیں لیکن یہ پہلے میں کہتا ہوں کہ کسی کو پیسے نہیں دینا چاہیے جب تک حساب کتاب نہ ہوا ہو۔ ڈھانی ہزار اسکیمز جام صاحب نے نکال دیئے ہیں جو سارے چوری کے اسکیمز تھے۔
۔۔۔ (مداخلت) ایک منٹ۔ وہ اسکیمات جام صاحب نے نکال دیئے۔

حاجی زابد علی ریکی: جناب اپیکر صاحب یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

مشیر برائے وزیر اعلیٰ لائیو شاک و ڈیری ڈولپمنٹ وماحولیات: ڈھانی ہزار اسکیمات اُس کو نکال دیئے ہیں جو چوری کی اسکیمز تھیں۔ ابھی یہ نہیں ہو سکتا ہے سب صبر کریں ابھی پیسے حساب سے لگے گا سب کو ملے گا ہم بھی آپ کیلئے کوشش کرتے ہیں کہ اپوزیشن کو بھی حق دو، میں بھی لیکن تھوڑے طریقے سے۔ ناراض کوئی نہیں ہوگا انشاء اللہ کام ہو جائیگا بلوچستان کے لئے ہم کام کریں گے مہربانی جناب اپیکر!

Thank you

جناب ڈپٹی اپیکر: شکریہ۔ جی حمل کلمتی صاحب۔

میر حمل کلمتی: سر! پیاسے شہر کا پیاسا شہری بولے گا۔ جناب اپیکر! ضیاء لانگو صاحب نے فرمایا کہ یہ سیاسی قیدی نہیں ہیں، انہوں نے کوئی توڑ پھوڑ کی ہے یا گورنمنٹ کی بڑ کوچلنچ کیا ہے تو سب سے پہلے میں ان کو کہتا ہوں موجودہ پرائم منسٹر بیٹھا ہوا ہے اُس نے اسلام آباد کو ریتمال بنایا PTV سینٹر پر حملہ کیا تو اُس کو گرفتار کیوں نہیں کیا گیا؟ دوسرا میرے معزز دوست فرماتے ہیں تبدیلی کی بات کر رہے ہیں تبدیلی 9 مہینے میں یہ آئی ہے کہ پہلے تو تم ازکم ہم سیکرٹری ہیلٹھ کے پاس جاتے تھے MSD جاتے تھے تھوڑی بہت دوائی مل جاتی تھی Panadol اور syringe اور DHO آئے ہیں میں اپنے پورے ڈسٹرکٹ visit کر کے آیا ہوں کہیں syringe کی، District Headquarter کی، ہسپتال میں X-ray تک نہیں ہے syringe اپنی جگہ۔ یہ کارکردگی ہے اور سابقہ حکومتوں کی آپ بات کرتے ہو سابقہ حکومتوں پُشتوں سے میرے خیال سے کوئی وزیر اعلیٰ، میرا باپ تو، صرف ایک دفعہ میرے خیال سے منظر رہا ہے اس اسمبلی میں، کبھی ہم نہ وزیر اعلیٰ رہے ہیں نہ کوئی ایسی پوسٹ پر تھے۔ پُشتوں سے وزیر اعلیٰ چلے آرہے ہیں، پھر بھی ان حکومتوں کو کہہ رہے ہیں جو ان پیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ سب اس بلوچستان پر حکومت کرتے رہے ہیں۔ تو otherwise پھر آپ کن کو کہہ رہے ہو؟ کن کی غلط منصوبہ بندی؟ دوسری آپ کہہ رہے ہیں کہ موجودہ حکومت جو وہ ایسی اسکیمیں

لارہی ہے جو بروقت مکمل ہوں گی۔ میرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں میرے ساتھ پہلے کیبنٹ میں رہے ہیں سردار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ظہور بلیدی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اسد بلوج صاحب بیٹھے ہوئے ہیں باقی بھی دوست ہیں جو پہلے کیبنٹ میں رہے ہیں۔ یہ پچھلی سی پچھلی حکومت کی مہربانی ہے کہ صوبے کو ابھی تک پیئے مل رہے ہیں۔ اور اُس وقت جب ہم نے حکومت سنہجاتی تھی 2008ء میں تو بلوچستان 23 ارب روپے کا overdraft مطلب مقروض تھا۔ تو وہ اُس وقت وزیر اعلیٰ کون تھا؟ جس نے صوبے کو 23 ارب روپے کا مقروض بنایا؟ اب بینا آ کر کہتا ہے میں پوری تقدیر بدل دوں گا بلوچستان کی۔ میں کوئی تقدیر نہیں دیکھ رہا۔ تقدیر تو اور رب بد لے گا ورنہ تو کوئی نہیں بدل سکتا۔۔۔ (مداخلت)

وزیر خزانہ: personal comments کے نویت کے کئے جائیں۔

میر حملہ کلتی: میرے خیال سے۔۔۔ (مداخلت) بھائی جو حقائق ہیں ان پر بات ہو رہی ہے ظہور صاحب آپ بتائیں، آپ بتائیں جب ہم نے 2008ء میں حکومت سنہجاتی بلوچستان 23 ارب کا سردار صاحب مقروض نہیں تھا؟ 23 ارب مقروض نہیں تھا؟۔۔۔ (مداخلت) وہ دیکھیں نا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آرڈران دی ہاؤ۔

میر حملہ کلتی: میں نے کوئی غلط بات نہیں کی میں نے کوئی غلط الفاظ use نہیں کئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آرڈران دی ہاؤ۔

میر حملہ کلتی: دیکھیں وہ آ کے انکو غلط کہیں، میرے جیسے بندہ آ کے بولے جو کبھی وزیر اعلیٰ ہی نہیں رہا ہے۔۔۔ (مداخلت) جناب اسپیکر! آپ بولنے دیں یا تو یہ بولیں یا تو میں بولوں جب یہ کھڑے تھے میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آرڈران دی ہاؤ۔

میر حملہ کلتی: پوری اسمبلی بولتی رہی میں خاموش سٹارہ بارٹے صبر کے ساتھ۔ میں نے کوئی ایسی غلط بات نہیں کی ہے۔ میں پچھلی حکومتوں کی بات کرتا ہوں۔ اور کرتا رہوں گا۔ اور کروں گا۔ میر احتق بنتا ہے میں بات کروں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب میں proroguation Order پڑھ کے سُنا تا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Mir Abdul Quddus Bezinho, Speaker, Balochistan Provincial

12 جون 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

65

Assembly, hereby order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Wednesday the 12th June, 2019.

(اسمبلی کا اجلاس رات 09:00 بجکر 08 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆

12 جون 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

12 جون 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی